پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم اے، پی ایچ ڈی

امام احمد رضا محدث بریلوی

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

ناشر

ادارۂ مسعودیہ کراچی

۲/۶۔۵۔ای، ناظم آباد، کراچی

(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

نام کتاب .... محدث بریلوی

تصنیف .... پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

کاتب .... خالد فاروق

طابع .... حاجی محمد الیاس مسعودی

مطبع .... برکت پریس

سن اشاعت .... ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء

تعداد .... ایک ہزار

ناشر .... ادارۂ مسعودیہ، کراچی

ہدیہ ....

ادارۂ مسعودیہ کی کتب ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ: ۵/۶/۲۔ای ناظم آباد، کراچی۔فون 6614747

۲۔ضیاء الاسلام پبلی کیشنز: ضیاء منزل (شوگن مینشن) محمد بن قاسم روڈ آف ایم۔اے۔جناح روڈ، عیدگاہ کراچی فون نمبر 2633819-2213973

۳۔ فرید بک اسٹال: 38۔اردو بازار، لاہور، فون: 042-7224899-7312173

۴۔ ضیاء القرآن: 4۔انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی فون: 2630411-2210212

۵۔ مکتبہ غوثیہ: پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی نمبر ۵ فون: 4910584-4926110

۶۔ مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم: کنڈ ہالہ (مجاہد آباد)، براستہ گجرات، آزاد کشمیر

سچائی کے نام

- ___ جب وہ آفتاب بن کر چمکتی ہے، تاریکیاں چھٹتی چلی جاتی ہیں
- ___ جب وہ شعاع بن کر دمکتی ہے، آنکھوں کے جالے صاف کرتی چلی جاتی ہے
- ___ جب وہ ابر بن کر برستی ہے، خس و خاشاک بہائے جاتی ہے
- ___ جب وہ آبِ رواں بن کر پھیلتی ہے، تشنہ روحیں سیراب ہوتی چلی جاتی ہیں
- ___ جب وہ آبشار بن کر گرتی ہے، دلوں کے زنگ دھلتے چلے جاتے ہیں
- ___ جب وہ پھول بن کر مہکتی ہے، مشامِ جاں معطر کرتی چلی جاتی ہے
- ___ جب وہ شبنم بن کر ٹپکتی ہے، دل ٹھنڈے ہوتے چلے جاتے ہیں
- ___ جب وہ بہار بن کر آتی ہے، خزاں منہ چھپاتی پھرتی ہے
- ___ جب وہ طوفان بن کر ابھرتی ہے، سرکشوں کے منہ پھیر دیتی ہے
- ___ جب وہ مردانہ وار آگے بڑھتی ہے، مکر و فریب پیچھے ہٹتے چلے جاتے ہیں
- ___ جب وہ دلیل بن کر آتی ہے، جھوٹوں کے منہ سلتے چلے جاتے ہیں
- ___ جب وہ رُخ سے نقاب الٹتی ہے، حسینانِ جہاں منہ چھپاتے پھرتے ہیں
- ___ جب وہ دل کی دھڑکن بن کر دھڑکتی ہے، ڈوبتی نبضیں تیرنے لگتی ہیں
- ___ جب وہ خون بن کر رگ و پے میں دوڑتی ہے، مردہ جسموں میں جان آنے لگتی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابتدائیہ

اے عکسِ رخِ تو دادہ نورِ بصرم
تا در رُخِ تو بہ نور تو می نگرم

امام احمد رضا محدث بریلوی کی شخصیت ایک ایسا مینارۂ نور ہے جس نے انیسویں صدی عیسوی کے اواخر اور بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں اپنی علم و حکمت کی شعاعوں سے مسلمانانِ عالم کے ذہن و فکر کو جلا بخشی اور اپنے نعتیہ قصائد سے اُن کے دلوں کو زندہ کیا ——— امام احمد رضا محدث بریلوی اپنے عہد کے جینئس (عبقری) تھے۔ ان کی شخصیت کے بے شمار پہلو ہیں، اُن کی فکر میں بلندی اور علم و دانش میں تنوع، گہرائی اور گیرائی ہے، وہ زمانے کے مزاج کو پہچانتے ہیں اور اس کے نباض بھی ہیں۔ ان کی نظر ماضی، حال اور مستقبل پر یکساں ہے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی پر پچھلے ستر سالوں میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ گزشتہ دو دہائیوں میں جتنا کچھ لکھا گیا ہے وہ اس سے قبل ۵۰ سالوں میں نہ لکھا جا سکا ——— زیرِ نظر کتاب "امام احمد رضا محدث بریلوی" پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف ہے، یہ تصنیف ڈاکٹر صاحب نے ۶ مارچ ۱۹۸۶ء کو مکمل کی تھی، اس کا عربی ترجمہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے "رضا فاؤنڈیشن"

(جامعہ نظامیہ، لاہور) کے تعاون سے "الشیخ احمد رضا خان البریلوی" کے عنوان سے ۱۹۷۰ء میں شائع کر دیا تھا۔ عربی ترجمہ حضرت مولانا محمد عارف اللہ مصباحی زید مجدہ (استاد دار العلوم عربیہ فیض العلوم، محمد آباد، اعظم گڑھ) نے کیا تھا ــــــ اس کتاب کا اصل اردو متن شائع نہ ہوا تھا، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی اب اس کی اشاعت کی سعادت حاصل کر رہا ہے ــــــ اس کتاب کو لکھے ہوئے سات برس گزر چکے تھے اس لیے نظر ثانی کی ضرورت تھی، ڈاکٹر صاحب کی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے نظر ثانی نہ ہو سکی اور یہ کام آئندہ کے لیے چھوڑ دیا گیا، البتہ کتابت کے بعد جہاں گنجائش نظر آئی وہاں بعض ضروری اضافے کر دیئے گئے ہیں اور آخر میں محدث بریلوی کے صاحبزادگان کے مختصر حالات بھی ڈاکٹر صاحب نے شامل کر دیئے ہیں۔ اس طرح یہ اردو متن، عربی ترجمے سے زیادہ مکمل ہے۔

مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی برصغیر پاک و ہند کے نامور محقق، مصنف، ماہر تعلیم اور استادوں کے استاد معظم ہیں۔ وہ علوم اسلامیہ کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ گزشتہ ۲۵ سالوں میں نہ صرف برصغیر پاک و ہند اور بنگلہ دیش بلکہ ایشیا، امریکہ اور یورپ کے دیگر ممالک میں بھی متعارف ہو چکے ہیں۔ ان کے شاگردوں اور عقیدت مندوں کا حلقہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے جس میں مختلف علوم و فنون کے نامی گرامی ماہرین وقت شامل ہیں، یہی نہیں بلکہ بحیثیت عالم دین اور عارف کامل ان کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ عالمی جامعات کے محققین سے ان کے ربط اور مراسلت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ملکی اور غیر ملکی

سطح پر جو ڈاکٹر صاحب کی پذیرائی اور مقبولیت میں اضافہ ہوا ہے اور ہو رہا ہے وہ ان کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ اور امام وقت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کے روحانی فیض کی کرامت ہے۔ ڈاکٹر صاحب گزشتہ تیئیس ۲۳ سالوں سے امام احمد رضا محدث بریلوی کی شخصیت اور علمی کارناموں پر اپنی تحقیقی نگارشات مسلسل پیش کر رہے ہیں۔ اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ گزشتہ ۲۰ ــــ ۲۵ سالوں میں امام احمد رضا کے حوالے سے جو کچھ تصنیفی اور تحقیقی کام ہوا ہے یا ہو رہا ہے وہ سب کا سب یا تو ڈاکٹر صاحب کی ذاتی تحریر و تحقیق یا اُن کی تحریک و تشویق کا مرہونِ منت ہے۔ ۱۹۷۰ء سے امام احمد رضا محدث بریلوی ان کا موضوعِ تحقیق ہے، وہ اس موضوع پر جدید انداز سے، متنوع جہتوں پر کام کر رہے ہیں، اب تک امام احمد رضا کی سیرت اور کارناموں پر بیسیوں کتابیں، مقالات و مضامین، تقدیمات و مقدمات قلم بند کر چکے ہیں۔ یہ تعداد دو سو سے بھی تجاوز کر چکی ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ ڈاکٹر صاحب کی متعدد تصانیف اور مقالات کا عربی، انگریزی، سندھی گجراتی، پشتو، ہندی وغیرہ، بہت سی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے امام احمد رضا محدث بریلوی کی عبقری شخصیت کو نہ صرف ملکی بلکہ عالمی سطح پر روشناس کرانے کے لیے عظیم اور بے لوث جد و جہد کی ہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء ــــ آج آپ کی سرپرستی میں دنیا کی متعدد یونیورسٹیوں میں امام احمد رضا پر تحقیقی کام ہو رہا ہے اور ایم۔ فل اور ڈی لِٹ وغیرہ کے مقالات لکھے جا رہے ہیں۔ بلاشبہ ڈاکٹر صاحب امام احمد رضا کی شخصیت پر پوری دنیا میں ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں ــــ اگر رضویات کو علم و فن کی ایک شاخ قرار دیا جائے تو ڈاکٹر صاحب یقیناً ماہرِ رضویات

قرار پاتے ہیں۔ انہوں نے گزشتہ ۲۰ ــ ۲۵ سالوں میں "رضویات" پر اتنا کچھ کام کیا ہے کہ اگر پاکستان میں صحیح معنوں میں اسلامی حکومت ہوتی تو وہ ڈاکٹر صاحب کو ان کی خدمات کے اعتراف میں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری ضرور دیتی مگر الحمد للہ وہ تو خود ڈاکٹر ہیں اور سرکاری اور دنیوی اعزازات سے بالکل بے نیاز۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈاکٹر صاحب مفکر اسلام امام احمد رضا محدث بریلوی اور ان کے افکار و نظریات پر گہری نظر رکھتے ہیں، انہوں نے مسلسل مطالعہ کیا ہے اور مسلسل لکھا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے جدید تکنیک کو سامنے رکھا ہے، ان کی زبان نہایت سلیس و سادہ تحقیق بلند پایہ، طرز بیان عالمانہ و فاضلانہ ہونے کے ساتھ ساتھ دل آویز و دل نشیں ــــــ اختصار و جامعیت اس کتاب کا طرۂ امتیاز ہے، دلائل و شواہد سے مزین یہ کتاب امام احمد رضا محدث بریلوی کی شخصیت، ماحول، افکار و نظریات اور علمی خدمات کو جاننے کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے "رضویات" پر یہ ایک ایسا جامع اور جدید اضافہ ہے جس سے استفادہ کیے بغیر "مطالعہ رضا" کی تکمیل ممکن نہ ہو سکے گی۔ ہماری دعا ہے کہ ڈاکٹر صاحب بادہ نوشانِ میکدۂ رضا کے مشامِ جاں کو اسی طرح معطر کیے جائیں ؎

جام پہ جام لائے جا، شانِ کرم دکھائے جا
پیاس مری بجھائے جا، دوزخی بلائے جا

ادارہ

فہرس

افتتاحیہ

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ عالم اسلام کے عظیم دانائے راز تھے، اُن کی مومنانہ فراست و بصیرت اپنے زمانے سے آگے دیکھتی تھی ——— انہوں نے جو کچھ کہا مستقبل نے اس کی تصدیق کی ——— وہ کون تھے؟ ——— وہ کیا تھے؟ ——— اللہ ہی بہتر جانتا ہے ——— ہم نے آج تک اُن کو نہ جانا نہ پہچانا ——— ۲۲ سال مسلسل مطالعے کے بعد یہ راز کُھلا کہ وہ علم و دانش کے ایک سمندر تھے ——— ہم ابھی تک اس سمندر کے ساحل تک بھی نہ پہنچ سکے۔

——— ایک علم وہ ہے جو ہم اسکولوں اور کالجوں میں حاصل کرتے ہیں ——— ایک علم وہ ہے جو ہم یونیورسٹیوں اور دانش گاہوں میں حاصل کرتے ہیں ——— مگر ایک علم وہ ہے جو حاصل کرنے سے حاصل نہیں ہوتا ——— جو عطا کیا جاتا ہے ——— جس پر اُس کریم کا فضل ہوتا ہے اس کو دیا جاتا ہے ——— قرآن شاہد ہے تاریخ تصدیق کرتی ہے ——— یہ علم انبیاء و رسل کو دیا جاتا ہے ——— پھر انہیں کے صدقے علماء و عرفاء کو دیا جاتا ہے ——— یہ علم امام احمد رضا کو بھی دیا گیا ——— اسی علم کی ایک جھلک دیکھ کر ڈاکٹر سر ضیاء الدین انگشت بدنداں رہ گئے ——— اسی علم کی ایک جھلک دیکھ کر امریکی ہیئات داں پروفیسر البرٹ ایف۔ پورٹا دم بخود رہ گیا ——— اور اسی علم کی ایک جھلک دیکھ کر علمائے عرب و عجم حیران رہ گئے ——— امام احمد رضا کا یہ علم ابھی

ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہے ـــــ ہم تو اس علم کو بھی نہ پا سکے جو اُن کی فکرِ رسا نے پایا تھا ـــــ اس علم کی کیا بات کی جائے، جہاں عام انسانی فکر کی بھی رسائی نہیں۔

○

تاریخ و ادب کی کتابوں میں نہ جانے کیوں اس عظیم انسان کو نظر انداز کیا گیا ـــــ اربابِ علم و دانش حیران ہیں ـــــ یکم دسمبر ۱۹۹۲ء کو بریلی جانا ہوا، وہاں ایک ملاقات میں ڈاکٹر وسیم بریلوی (صدر شعبہ اردو روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی) نے باتوں باتوں میں فرمایا ـــــ اردو ادب کی کتابوں میں امام احمد رضا کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟ ـــــ یہ غفلت کیوں برتی گئی؟ ـــــ جو دیکھ رہے تھے، جو سن رہے تھے، انہوں نے کیوں ذکر نہ کیا؟ ـــــ ڈاکٹر وسیم صاحب سراپا سوال بن گئے ـــــ گزشتہ بیس برسوں میں امام احمد رضا سے متعلق جو حقائق سامنے آئے ہیں انہوں نے ہر منصف مزاج ادیب، شاعر اور دانشور کو سوالیہ نشان بنا دیا ہے ـــــ اس کی نظر میں بہت سی محترم ہستیاں، مجرم نظر آنے لگی ہیں ـــــ ماضی کی مجرمانہ غفلتوں کا یہ ردِ عمل ہوا کہ جنہوں نے امام احمد رضا کو دیکھا نہ تھا یا جن کو اتنا بدگمان کر دیا تھا کہ وہ دیکھنا نہ چاہتے تھے ـــــ وہ اب امام احمد رضا پر خود تحقیق کر رہے ہیں اور محققین کی نگرانی کر رہے ہیں۔

چنانچہ پروفیسر ڈاکٹر وسیم صاحب نے امام احمد رضا پر کام کا بیڑا اٹھایا وہ اس وقت مندرجہ ذیل تین اسکالروں کی نگرانی کر رہے ہیں:-

۱۔ مولانا عبد النعیم عزیزی جو امام احمد رضا کی نثر نگاری پر روہیل کھنڈ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

۲۔ جناب مختار احمد صاحب جو امام احمد رضا کی شاعری پر اسی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

۳۔ نگہت فاطمہ صاحبہ جو امام احمد رضا کے برادر خورد مولانا حسن رضا خاں حسن رشاگرد داغ بریلوی کے حالات اور ادبی خدمات پر اسی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کر رہی ہیں۔

اور یہ اسی غفلت کا ردِ عمل ہے کہ روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی کی اُردو نصاب کمیٹی کے کنوینر پروفیسر نواب حسین خاں نظامی (شعبہ اُردو، بریلی کالج) کی ذاتی کوشش سے پہلی مرتبہ ایم۔ اے (اُردو) کے پہلے پرچے میں امام احمد رضا خاں بریلوی اور مولانا حسن رضا خاں بریلوی کی نعتیں شامل کی گئیں، عرصہ ہوا سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد میں ایم۔ اے اُردو کے نظم کے پرچے میں پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں کی کوشش سے امام احمد رضا کا نعتیہ قصیدہ شامل کیا گیا ـــــ پروفیسر نواب حسین خاں نظامی نے ایک اور اہم کام یہ کیا کہ ایم۔ اے (اُردو) کے ساتویں پرچے میں جو ایک مصنف کے مطالعہ کے لیے مخصوص ہوتا ہے امام احمد رضا کا نام شامل کرایا۔ اس کی نظیر پاک و ہند کی کسی یونیورسٹی میں نہیں ملتی ـــــ پروفیسر نواب حسین خاں صاحب کی نگرانی میں سید مجیب الرضا، مفتی اعظم ہند مولینا مصطفےٰ رضا خاں "شخصیت و فن" کے عنوان پر ڈاکٹریٹ کے لیے تحقیق کر رہے ہیں اس کے علاوہ امام احمد رضا کے والد ماجد مولانا محمد نقی علی خاں کی حیات اور ادبی کارناموں پر بھی تحقیق کر رہے ہیں ـــــ آپ نے ملاحظہ فرمایا غفلتوں کا ردِ عمل کیا ہوا؟ ـــــ اور یہ اسی غفلت کا ردِ عمل ہے کہ بریلی کالج کے شعبہ عربی کے انچارج پروفیسر محمود حسین بریلوی نے امام احمد رضا کے عربی آثار پر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایم۔ فل کیا اور پروفیسر

ڈاکٹر عبدالهادی ندوی نے موصوف کی نگرانی فرما کر عدل گستری اور وسعت قلبی کی روشن مثال قائم کی ——— پروفیسر محمود حسین بریلوی نے عربی کے ڈپلوما کورس میں تحقیق کے لیے نصابی شخصیات میں امام احمد رضا کا نام بھی شامل کرایا ——— یہ ایک اہم کام کیا ——— حق کو چھپایا نہیں جا سکتا ——— ایک وقت آتا ہے کہ چھپانے والے خود چھپتے پھرتے ہیں ———

لیڈن یونیورسٹی (ہالینڈ) کے مشہور محقق پروفیسر جے۔ ایم۔ ایس بلیان، علوم اسلامیہ کے بین الاقوامی اسکالر ہونے کے باوجود امام احمد رضا سے قطعاً واقف نہ تھے ——— ۶۵ سال کی عمر تک وہ بے خبر رہے، آج سے دس سال قبل جب باخبر کیا گیا تو حیران رہ گئے ——— اور اپنی بے خبری پر نادم و شرمسار ——— وہ حیران تھے کہ وہ بار بار پاک و ہند کے دانشوروں اور محققین و فضلاء سے ملے مگر کسی نے ذکر تک نہ کیا، کتابوں میں ذکر کرنا تو بہت دور کی بات ہے ——— ابتداء میں اُن کو یقین نہ آیا، پھر جب خود مطالعہ کیا تو اُن کی حیرانگی بڑھتی گئی ——— اب جب بین الاقوامی کانفرنسوں میں اسلامی موضوعات پر مقالات پڑھتے ہیں تو اس میں امام احمد رضا کا ذکر ضرور کرتے ہیں، چنانچہ فرانس، جرمنی، ہنگری وغیرہ کی بین الاقوامی کانفرنسوں میں جو مقالات پڑھے ان میں امام احمد رضا کی تصانیف سے استفادہ کیا ہے ——— ایک زمانہ تھا جب دانش گاہوں میں امام احمد رضا کا ذکر معیوب سمجھا جاتا تھا مگر اب ہر دانش گاہ میں امام احمد رضا پر اعتماد سے گفتگو کی جا سکتی ہے اور سننے والے سنتے ہیں ——— خود راقم نے ۲۸ نومبر ۱۹۹۲ء کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ کے کینڈی ہال میں خطاب کیا، امام احمد رضا پر کھل کر بات کی، اساتذہ و طلباء نے یہ گفتگو توجہ سے سنی بلکہ اجلاس ختم ہونے کے بعد جب والہانہ انداز سے

انہوں نے معانقہ و مصافحہ کیا اُس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ سچی باتیں سننے کے لیے بے چین تھے، اسی طرح بریلی جانا ہوا تو وہاں ڈاکٹر وسیم صاحب کے اصرار پر بریلی کالج کے شعبہ اُردو میں ۲ دسمبر ۱۹۹۲ء کو طلباء سے خطاب کیا اور امام احمد رضا کے بارے میں بعض حقائق بتائے، سب نے راقم کی باتیں اس توجہ اور ذوق و شوق سے سنیں گویا ان کو اپنے ہی گھر میں ایک خزانہ مل رہا ہو۔

○

امام احمد رضا کی شخصیت و فکر سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے بعض اہل علم نے اُن سے غلط باتیں منسوب کر دی ہیں ـــــ یہاں ہم صرف ایک مثال پیش کریں گے ـــــ ہندوستان کے مشہور فاضل مولوی ابوالحسن علی ندوی نے نزہۃ الخواطر میں امام احمد رضا سے متعلق جہاں بعض اچھی باتیں لکھی ہیں وہاں یہ بھی لکھ دیا ہے :۔

قليل البضاعة في الحديث والتفسير

(نزہۃ الخواطر ج ۸، ص ۴۲)

(حدیث و تفسیر میں فرومایہ تھے)

لیکن حقائق کی روشنی میں علی میاں کی یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی ـــــ

امام احمد رضا سے جب دریافت کیا گیا :۔

آپ نے حدیث شریف کی کون کون سی کتابیں درس کی ہیں ؟

(امام احمد رضا، اظہار الحق الجلی۔ بمبئی، ۱۹۹۶ء، ص ۴۲)

تو آپ نے جواباً مندرجہ ذیل کتب حدیث کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

مسند امام اعظم و موطا امام محمد و کتاب الآثار امام محمد و کتاب الخراج امام ابو یوسف و کتاب الحج امام محمد و شرح معانی الآثار امام طحاوی

موطا امام مالک، مسند امام شافعی، مسند امام محمد، سنن دارمی، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، خصائص نسائی، منتقی الجارود، علل متناہیہ، مشکوٰۃ، جامع کبیر، جامع صغیر، ذیل جامع صغیر، منتقی ابن تیمیہ، بلوغ المرام، عمل الیوم واللیلۃ ابن السنی، کتاب الترغیب، خصائص کبریٰ، کتاب الفرج بعد الشدۃ، کتاب الاسماء والصفات وغیرہ پچاس سے زائد کتب حدیث میرے درس و تدریس و مطالعہ میں رہیں۔

(اظہار الحق الجلی، ص ۲۴ - ۲۵)

جس محدث کے زیر مطالعہ پچاس سے زیادہ کتب حدیث رہی ہوں علم حدیث میں اس کے بلند مرتبہ کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کے اس جواب پر علم حدیث و فقہ میں ان کی تصانیف اور شروح و حواشی شاہد ہیں ـــــ امام احمد رضا کے تلمیذ رشید اور خلیفہ علامہ محمد ظفر الدین رضوی نے محدث بریلوی کی کتابوں سے اخذ کر کے احادیث کا ایک عظیم مجموعہ مرتب کیا تھا جو چھ مجلدات پر مشتمل تھا، اس کی دوسری جلد کے دیباچے میں وہ لکھتے ہیں:-

ولنقدم قبل الشروع فی المقصود مقدمۃ۔ یشتمل فوائد التقطھا من تصانیف العلماء لاسیما سیدی و ملاذی، شیخی واستاذی ...... مولانا الشاہ احمد رضا خان القادری الخ

(جامع الرضوی، حیدر آباد سندھ ۱۹۹۲ء، ج ۲، ص ۲)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ موصوف نے کتاب کے مقدمے میں بھی دوسرے علماء کے علاوہ خاص طور پر امام احمد رضا کی تصانیف سے استفادہ کر کے علم حدیث سے متعلق بہت سے بیش قیمت نکات و فوائد جمع کئے تھے

______ علامہ موصوف نے مقدمہ میں اس قسم کے ۲۲ نکات کا ذکر کیا ہے جو صفحہ ۴ سے صفحہ ۲۶ تک پھیلے ہوئے ہیں اور لائق مطالعہ ہیں ______

جامعہ ملیہ، دہلی کے استاد ایس ایم خالد الحامدی (شعبہ عربی) علم حدیث میں علمائے پاک و ہند کی خدمات پر تحقیق کر رہے ہیں، موصوف، راقم کے نام اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:-

گزشتہ سال کے آخری چار مہینے .... میں، میں اپنے تحقیقی مقالے کے سلسلے میں اہم علمی مراکز، مدارس اور کتب خانوں کے دورے پر رہا، الحمد للہ کافی مواد میسر آیا، بریلی بھی گیا تھا، وہاں کے حضرات نے اس سلسلے میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا تھا اور جب میں نے انہیں بتایا کہ اعلیٰ حضرت کی علم حدیث پر تالیفی خدمات کی تعداد ۵۰ تک پہنچتی ہے تو وہ دنگ رہ گئے۔ (محررہ ۲۰ رفروری ۱۹۹۲ء)

غالباً علم حدیث میں اسی مہارت کی وجہ سے بعض علمائے عرب و عجم نے امام احمد رضا کو "امام المحدثین" تسلیم کیا ہے ______ پروفیسر ڈاکٹر اقبال احمد انصاری ندوی (سابق صدر شعبۂ علوم اسلامیہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) نزھۃ الخواطر پر نظر ثانی فرما رہے ہیں، جب راقم نے ایک ملاقات میں ایسی غلطیوں کی طرف متوجہ کیا تو انہوں نے بڑی وسعت قلبی سے فرمایا کہ اغلاط کی نشاندہی کر دی جائے، اصلاح کر دی جائے گی ______ حقیقت میں امام احمد رضا کی شخصیت و فکر کے بعض گوشے ابھی تک محققین کی دسترس سے باہر ہیں۔

امام احمد رضا پر روز بروز نئی معلومات سامنے آتی جاتی ہیں ____ ابھی کی بات ہے یکم دسمبر ۹۲ء کو بریلی جانا ہوا، وہاں جامعہ نوریہ رضویہ کے استاد مولانا محمد حنیف رضوی نے مشہور درسی کتاب ہدیہ سعیدیہ پر امام احمد رضا کے

حواشی دکھائے ـــــ اس سے کچھ قبل صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری بہت سے مخطوطات لائے، صحیح بخاری شریف اور الاشباہ والنظائر پر امام احمد رضا کے قلمی حواشی بھی دکھائے جو علامہ اختر رضا خاں ازہری کی عنایت سے ملے ـــــ پروفیسر محمود حسین بریلوی کی عنایت سے بھی بہت سے مخطوطات ملے ـــــ علامہ توصیف رضا خاں (بریلی) نے ایک ملاقات میں فرمایا کہ ان کے پاس فتاویٰ رضویہ کی بارہویں جلد کا قلمی نسخہ موجود ہے ـــــ یہ چند علمی نوادرہ ہیں جن کا علم حال ہی میں ہوا ہے ـــــ اس سے قبل امام احمد رضا کے بہت سے قلمی نوادرات سامنے آئے ـــــ ایک عظیم ذخیرہ راقم کے کتب خانے اور ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی کے کتب خانے میں موجود ہے ـــــ اور ایک عظیم خزانہ ابھی نظروں سے اوجھل ہے، ہر آنے والا دن ایک نئی خبر لے کر آرہا ہے ـــــ

○

امام احمد رضا کی شخصیت و فکر پر جو پردے پڑے ہوئے تھے، ان کو اٹھانے کے لیے راقم نے ۱۹۷۰ء سے امام احمد رضا کو موضوع تحقیق بنایا اور امام احمد رضا کی تلاش میں چل پڑا ـــــ اب تک چل رہا ہوں، پانے کی جستجو میں لگا ہوا ہوں ـــــ ایک منزل آتے ہی دوسری منزل نظر آنے لگتی ہے ـــــ شوق، قلم کا رفیق سفر ہے۔ رواں دواں رکھتا ہے ـــــ اب تک نہ معلوم کتنی کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور کتنے مقالے قلم بند کیے جا چکے ہیں مگر قلم کا سفر ہنوز جاری و ساری ہے اور نہ معلوم کب تک جاری رہے ـــــ اس وقت دنیا میں بہت سے ادارے امام احمد رضا پر کام کر رہے ہیں، ایسے اداروں میں رضا فاؤنڈیشن (لاہور) نہایت ممتاز ہے، یہ ادارہ حضرت علامہ مفتی محمد

عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالی (مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور) کی نگرانی میں فتاوی رضویہ کی از سرِ نو تدوین و تخریج، تزئین و ترتیب اور ترجمے کا کام کر رہی ہے اس وقت تک صرف جلد اوّل (مکمل) اور جلد دوم کا کچھ حصّہ ہی تدوین کے بعد مندرجہ ذیل چار ضخیم مجلدات میں شائع ہو گیا ہے:۔

جلد اوّل،	لاہور ۱۹۹۰ء،	صفحات ۸۳۵
جلد دوم،	لاہور ۱۹۹۱ء،	صفحات ۷۱۰
جلد سوم،	لاہور ۱۹۹۲ء،	صفحات ۷۵۶
جلد چہارم،	لاہور ۱۹۹۳ء،	صفحات ۷۶۰

فتاوی رضویہ بارہ مجلدات پر مشتمل ہے۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی کی سرپرستی میں یہ اہم کام اسی رفتار سے ہوتا رہا تو ان شاء اللہ تعالیٰ فتاوی رضویہ کی چالیس سے زیادہ جلدیں ہو جائیں گی ——— دیگر تحقیقی ادارے ہیں المجمع الاسلامی (مبارک پور) رضا اکیڈمی (لاہور) رضا اکیڈمی (یو۔کے) رضا اکیڈمی (بمبئی) وغیرہ قابل ذکر ہیں اور اشاعتی اداروں کی خدمات تو ناقابلِ فراموش ہیں ——— عالمی جامعات میں جو کام ہوا ہے اس کی کچھ تفصیلات راقم نے اپنے مقالے امام احمد رضا اور عالمی جامعات (صادق آباد ۱۹۹۱ء) میں دی ہیں لیکن اب تحقیق کا دائرہ بہت وسیع ہو چکا ہے ——— بیس سال قبل دنیا کی یونیورسٹیوں کے اربابِ بسط و کشاد سے اپیل کی گئی کہ وہ امام احمد رضا کی شخصیت و فکر کی طرف متوجہ ہوں، فضلاء کو تحقیق کی اجازت دیں، شکر ہے کہ یہ آواز صدا بصحرا نہ ہوئی بلکہ نقش کالحجر ہو گئی ——— کام کا آغاز ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے پھیلتا چلا گیا ——— نئی نئی جہتوں سے کام ہو رہا ہے ——— اس وقت برّاعظم ایشیا، برّاعظم امریکہ، برّاعظم افریقہ، اور برّاعظم یورپ کی تقریباً بیس

یونیورسٹیوں اور علمی اداروں میں امام احمد رضا پر تحقیق کام ہو رہا ہے، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی اُن سے علمی تعاون کر رہا ہے ـــــ پیش نظر مقالہ پاکستان نیشنل ہجرہ کونسل (اسلام آباد) کے ڈائرکٹر ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کی فرمائش پر ۱۹۸۶ء میں لکھا گیا تھا، موصوف کی اجازت سے اس مقالہ کا عربی ترجمہ ۱۹۹۶ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے شائع کر دیا ہے اور اب ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی اس کو شائع کر رہا ہے۔ جس کی دینی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں ـــــ اس مقالے میں جن علمی نوادرات کے عکس پیش کیے جا رہے ہیں وہ ان کرمفرماؤں کی عنایت سے ملے ہیں ـــــ مولانا ساجد علی خاں مرحوم مولانا خالد علی خاں صاحب، علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری، علامہ سبحان رضا خاں صاحب، مولانا سید ریاست علی قادری مرحوم، صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری، پروفیسر محمود حسین بریلوی ـــــ فقیر ان سب محسنین کا بہ دل سے ممنون ہے۔

○

امام احمد رضا پر تحقیق کی ضرورت اس لیے محسوس کی جا رہی ہے کہ وہ سوادِ اعظم اہل سنت کے علم بردار ہیں ـــــ ان کے جذبے میں بڑا خلوص ہے ـــــ ان کی فکر میں بڑی گہرائی ہے ـــــ اس وقت عالمِ اسلام کو اُن کی ضرورت ہے ـــــ انھوں نے عشقِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ملت کی فکری اساس قرار دیا ـــــ ان کے نزدیک زندگی عشقِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عبارت ہے ـــــ جب تک یہ عشق ہماری رگ رگ میں نہیں سماتا، ہم زندہ ہوتے ہوئے بھی مردہ ہیں ـــــ ایک زندہ ہزار مردوں پر بھاری ہے ـــــ قرآن حکیم نے زندگی کے اس فلسفے کو بتایا ـــــ ہم زندہ ہو گئے تو کوئی مار نہیں سکتا ـــــ ہماری بدبختی کی انتہا ہے کہ ہم نصاریٰ سے آس لگائے

بیٹھے ہیں اور نصاریٰ کی دوستی پر فخر کرتے ہیں ــــــ ان کی اداؤں کو اپناتے شرم نہیں آتی ــــــ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کو اپناتے شرم آتی ہے ــــــ ہم گمراہی کی کس ظلمت میں گم ہو گئے ــــــ ؟ امام احمد رضا نے ستر سال قبل ملتِ اسلامیہ کو خبردار کیا تھا کہ نصاریٰ اور یہود و ہنود سب ملتِ اسلامیہ کے بدخواہ ہیں، ان سے دوستی نہ کرنا، ان کو اپنا نہ سمجھنا، ان کو رازدار نہ بنانا، جس نے ان کو خیر خواہ سمجھا، اس نے ٹھوکر کھائی ــــــ

امام احمد رضا کی نظر میں جمالِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسا سمایا ہوا ہے کہ نظروں میں کوئی جچتا ہی نہیں ــــــ ان کے نزدیک ہماری ساری توانائیاں اور ہمارا جینا مرنا سب محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے ہے ــــــ کیا خوب فرمایا ؎

دھن میں زباں تمہارے لیے، بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

امام احمد رضا نے اس حقیقت کو سنجیدگی سے محسوس کیا کہ ملتِ اسلامیہ کو دامنِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے وابستہ کرنے کی ضرورت ہے، یہ وہ حقیقت ہے جو آج اسلام کا درد رکھنے والا ہر دانشور محسوس کر رہا ہے ــــــ

امام احمد رضا نے ہر اس تحریک کے خلاف جہاد کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عام انسان کی صف میں کھڑا کرنے کی کوشش کر رہا تھا، آج بھی دین کے بارے میں بہت سی جماعتیں اس کوشش میں مصروف ہیں ــــــ امام احمد رضا نے سقوطِ سلطنتِ اسلامیہ کے فوراً بعد پست ہمت مسلمانوں کے حوصلے بڑھائے، اُن کے دلوں کو عشقِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی گرمی سے گرمایا اور اسی دولتِ عشق کا احساس دلا کر کم مائیگی کا احساس مٹایا ــــــ امام احمد رضا نے ایک بھرپور

تحریک چلائی، آج کے تاریک دور میں اسی جذبۂ عشق کی ضرورت ہے جو کمزوروں کو توانا، مغلوبوں کو غالب، محکوموں کو حاکم اور غلاموں کو بادشاہ بنادیا کرتا ہے ـــــــ امام احمد رضا، عاشقوں کے سردار اور اس سواد اعظم اہل سنت کے علم بردار تھے جو کبھی پورے عالم اسلام پہ چھایا ہوا تھا ـــــــ ایک زمانہ تھا جب مسلمانان پاک و ہند اور بنگلہ دیش میں اہل سنت و جماعت کے علاوہ کوئی نہ تھا، حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ سات سو برس پہلے کے دینی ماحول کا اپنے ایک شعر میں یوں نقشہ کھینچتے ہیں :-

زہے ملک مسلماں خیز ڈویں جوئے   کہ ماہی سُنّی خیزد از جوئے

ترجمہ : واہ! ہندوستان کیسا مسلمان خیز اور اسلام کے متلاشیوں کا ملک ہے، یہاں تو نہر سے مچھلی بھی نکلتی ہے تو وہ بھی سُنّی ہوتی ہے

اور تقریباً چار سو برس پہلے کی دینی فضا کا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ یوں ذکر فرماتے ہیں :-

تمام مسلمانِ آں از اہل اسلام بر عقیدۂ حقہ اہلِ سنت و جماعت اند و نشانے از اہل بدعت و ضلالت دراں دیار پیدا نیست و طریقہ مرضیہ حنفیہ دارند (رد روافض، لاہور ۱۹۶۳ء، ص ۹)

ترجمہ : ہندوستان کے تمام مسلمان باشندے اہل سنت و جماعت کے سچے عقیدے پر قائم ہیں اور اس ملک میں بدعتیوں اور گمراہوں کا نام و نشان تک نہیں، سب کے سب حنفی ہیں۔

ان حقائق و شواہد سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ چند صدیاں پہلے پاک و ہند اور بنگلہ دیش کی دینی فضا کیسی تھی؟ اور اب جو حال ہے، آپ کے سامنے ہے، گویا یہ ممالک ایک چراگاہ ہیں جہاں ہر کوئی چرتا پھرتا ہے ـــــــ

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے بدعتی اور بد عقیدہ کے متعلق جو اظہار خیال فرمایا ہے، امام احمد رضا، ندوۃ العلماء کے محقق عالم مولانا محمد علی مونگیری کے نام ایک مکتوب میں اس کا یوں ذکر فرماتے ہیں :۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانی صاحب رحمہ اللہ کا ایک ارشاد یاد دلاتا ہوں اور اس عین ہدایت کے امتثال کی امید رکھتا ہوں، حضرت مجدد اپنے ایک مکتوب شریف میں ارشاد فرماتے ہیں :۔

"فساد مبتدع زیادہ از فسادِ صحبت صد کافر است"

(مکتوبات امام احمد رضا خاں بریلوی، لاہور ۱۹۸۶ء ص ۹۰ - ۹۱)

امام احمد رضا ہر بدعتی اور بد عقیدہ کو کافر و مشرک سے زیادہ خطرناک سمجھتے تھے اسی لیے زندگی بھر اہلسنت وجماعت کے عقائد کی حفاظت کرتے رہے۔ عقیدہ ہی تو اتحاد کی بنیاد ہے، یہ بکھر گیا تو ملت بکھر گئی ــــــ دشمنانِ اسلام نے رخنے ڈال کر ملتِ اسلامیہ کو ٹکڑوں میں تقسیم کرنا شروع کیا ــــــ امام احمد رضا ہر تقسیم کے خلاف تھے ــــــ وہ اتحاد عالم اسلامی کے داعی تھے ــــــ جب کارواں لٹ رہا تھا، وہ لوٹنے والوں کا تعاقب کر رہے تھے اور لٹنے والوں کے دامن کھینچ کھینچ کر بلا رہے تھے ــــــ سیدھے راستہ سے ہٹ کر نئی نئی راہیں بنانے والوں کا پیچھا کر رہے تھے ــــــ امام احمد رضا کے زمانے میں ظاہر ہونے والی تمام نئی نئی تحریکوں کے نتائج آج ہمارے سامنے آچکے ہیں ــــــ ان نتائج کو سامنے رکھ کر امام احمد رضا کے فکر و تدبر کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے ــــــ کوئی صاحب ہمت جوانِ صالح اس طرف متوجہ ہوں! ــــــ امام احمد رضا کے فکر و تدبر کے عظیم ذخیرے جس کو فتاویٰ رضویہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، کھنگالیں

—— اس خداداد دانش کا خود نظارا کریں اور دوسروں کو نظارہ کرائیں —— آج ہم کو امام احمد رضا کی ضرورت ہے —— وہ دلوں کی آواز ہیں —— وہ وقت کی پکار ہیں ؎

تو مری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
ترے پیمانے میں ہے ماہِ تمام اے ساقی!

۲۴ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ
۸ جنوری ۱۹۹۳ء

احقر محمد مسعود احمد
کراچی ۔ سندھ ۔ پاکستان

(۱)

باسمہٖ تعالیٰ

امام احمد رضا خاں

محدّث بریلوی

۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء تا ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء

حالات

امام احمد رضا خاں محدّث بریلوی مضافات قندھار (افغانستان) کے ایک قبیلے بڑیچ سے تعلق رکھتے تھے[۱]۔ ان کے اجداد افغانستان سے ہندوستان آئے۔ والد ماجد مولانا محمد نقی علی خاں (م ۱۸۸۰ء / ۱۲۹۶ھ) اور دادا مولانا محمد رضا علی خاں (م ۱۸۶۵ء / ۱۲۸۲ھ) بلند مرتبہ عالم اور مصنّف تھے[۲] ـــــ محدّث بریلوی نے اپنے

---

[۱] (الف) محمد ظفر الدین رضوی، حیات اعلیٰ حضرت (۱۹۳۸ء / ۱۳۶۹ھ) مطبوعہ کراچی، ص ۲

(ب) ایم۔ انور رومان: سیستان، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء

[۲] (الف) رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء ص ۱۹۳ و ۵۳۰

(ب) سید محمد عبداللہ قادری: یادگاری خطبہ مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۸۲ء، آرٹس کونسل، کراچی

والد کی تیس تصانیف کا ذکر کیا ہے[1] ـــــــ محدث بریلوی ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی[2] میں پیدا ہوئے[3]

محدث بریلوی نے علوم منقولہ و معقولہ اپنے والد مولانا محمد نقی علی خاں اور دوسرے اساتذہ سے حاصل کیے مثلاً شاہ آل رسول مارہروی (م ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۹ء) مولانا عبدالعلی رام پوری (م ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء)، شاہ ابوالحسین احمد النوری (م ۱۳۲۴ھ / ۱۸۸۳ء) اور مرزا غلام قادر بیگ۔ محدث بریلوی کو ۵۵ علوم و فنون میں مہارت حاصل تھی جس کا انہوں نے خود ذکر کیا ہے[4] اور تمام علوم و فنون کی تفصیلات دی ہیں۔

۲۱ علوم و فنون انھوں نے اپنے والد سے حاصل کیے جس کی تفصیل یہ ہے:
قرآن، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، تفسیر، اصول تفسیر، عقائد، کلام، نحو، صرف، معانی، بیان، بدیع، منطق، مناظرہ، فلسفہ، تکسیر، ہیاۃ، حساب، ہندسہ[5]

---

[1] احمد رضا خاں: ترنم حمام الحمی فی محامد امام العلماء (۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۰ء)، بحوالہ اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد مولوی محمد نقی علی خاں، مطبوعہ سیتاپور ۱۲۹۸ھ، ص ۲

[2] ہندوستان کے صوبہ اترپردیش کا مشہور شہر ہے جو دہلی سے ۱۳۵ میل جنوب مشرق کی طرف واقع ہے یہ روہیل کھنڈ اور ضلع بریلی کا صدر مقام ہے اور ہمالیہ کے دامن میں واقع ہے۔

[3] محمد ظفر الدین رضوی: حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، ج ۱، ص

[4] احمد رضا خاں، الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیۃ، مشمولہ رسائل رضویہ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ج ۲، ص ۳۰۱

[5] ایضاً، ج ۲، ص ۳۰۱۔

باقی علوم و فنون دوسرے علماء و اساتذہ سے حاصل کیے اور اپنی فکر خداداد سے ان میں مہارت پیدا کی جن کی تفصیل یہ ہے :

قرأت، تجوید، تصوف، سلوک، اخلاق، اسماء الرجال، سیر، تاریخ، لغت، ادب مع جملہ فنون، ارثماطیقی، جبر و مقابلہ، حساب ستینی، لوغارثمات، توقیت، مناظر و مرایا، اُکر، زیجات، مثلث کروی، مثلث مسطح، ہیأۃ جدیدہ، مربعات، جفر، زائرچہ، نظم عربی، نظم فارسی، نظم ہندی، نظم اُردو، نثر عربی، نثر فارسی، نثر اُردو، خط نسخ، خط نستعلیق، فرائض وغیرہ۔[1]

محدث بریلوی ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر تیرہ سال دس ماہ اور پانچ دن کی تھی[2] ـــــــ مندرجہ ذیل علماء سے محدث بریلوی نے سند حدیث و فقہ حاصل کی :

(۱) السید احمد زینی دحلان الشافعی المکی (م ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء)

(۲) الشیخ عبدالرحمن سراج مفتی الاحناف بمکہ (م ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء)

(۳) الشیخ حسین بن صالح جمل اللیل المکی (م ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء)[3]

محدث بریلوی کا سلسلۂ حدیث مندرجہ ذیل اکابر تک پہنچتا ہے :

(۱) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء)

(۲) مولانا عبدالعلی لکھنوی (م ۱۲۳۵ھ / ۱۸۲۰ء)

---

[1] احمد رضا خاں، الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیہ مشمولہ رسائل رضویہ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ج ۲، ص ۳۰۹

[2] ایضاً، ج ۲، ص ۳۰۹

[3] ابوالحسن علی ندوی، نزہتہ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء، ج ۸، ص ۳۸

۳۔ شیخ عابد السندی المدنی (م ۱۲۵۶ھ / ۱۸۴۱ء)

۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء میں اپنے والد کے ساتھ شاہ آل رسول مارہروی کی خدمت میں حاضر ہوئے، سلسلۂ قادریہ میں بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت حاصل کی۔ محدث بریلوی کو تقریباً ۱۳ سلاسل طریقت میں اجازت وخلافت حاصل تھی[1] ــــــ وہ دوسرے سال ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء اپنے والد کے ساتھ حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کے لیے حاضر ہوئے تو وہاں امام شافعیہ مسجد حرام شیخ حسین بن صالح جمل اللیل کی فرمائش پر اُن کی تصنیف الجوہرۃ المضیۃ کا اُردو میں ترجمہ کیا اور حواشی تحریر کیے[2] ــــــ دوسری بار ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں حاضر ہوئے تو علماء حرمین نے بڑی پذیرائی کی اور آپ سے اجازت حدیث وفقہ حاصل کی اور بعض علماء نے اہم مسائل پر استفتاء پیش کیے، محدث بریلوی نے ان کے جواب میں اپنے فاضلانہ تحقیق مقالات عربی میں پیش کیے، مثلاً

(۱) الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ (۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء)

(۲) کفل الفقیہ الفاہم لاحکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء)

سید عبدالحئی ندوی نے لکھا ہے:

قیام حرمین کے زمانے میں علمائے حجاز نے بعض فقہی مسائل وکلامی مسائل پر ان سے تبادلۂ خیالات کیا۔ اسی قیام کے دوران انھوں نے بعض رسائل بھی تصنیف کیے ـــــ ان کے علم وفضل

---

[1] احمد رضا خاں: الاجازۃ المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ (۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء)

[2] رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۱۶

متونِ فقہیہ اور مسائلِ خلافیہ پر اُن کی وسعتِ مطالعہ اور سرعتِ تحریر دیکھ کر علماء حجاز دنگ رہ گئے۔[1]

جیسا کہ عرض کیا گیا، محدث بریلوی ۵۵ علوم و فنون میں مہارت رکھتے تھے خصوصاً تفسیر، اصولِ تفسیر، حدیث، اصولِ حدیث، فقہ اور اصولِ فقہ میں کنز الایمان کے نام سے اُن کا اُردو ترجمۂ قرآن مشہور و معروف ہیں، علم تفسیر میں سورۃ الضحیٰ کی بعض آیات کی تفسیر ۸۰ جُز میں لکھی[2] جو کئی سو صفحات پر پھیل گئی ___ ان کے استاد مولوی محمد نقی علی خاں نے سورۃ الانشراح کی تفسیر کئی سو صفحات پر لکھی ہے[3] ___ حدیث میں محدث بریلوی کے تبحر کا اندازہ ان کے مندرجہ ذیل رسائل سے کیا جا سکتا ہے:

(۱) النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید (۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء)

(۲) لباد الکاف علی حکم الضعاف (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء)

(۳) حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلوٰتین (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء)

(۴) مدارج طبقات الحدیث (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء)

(۵) الاحادیث الواقیہ لمدح الامیر المعاویہ (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء)

(۶) الفضل الوہبی فی معنی اذا صح الحدیث فہو مذہبی (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء)[4]

---

[1] عبدالحئی ندوی: نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۴۰

[2] محمد ظفر الدین رضوی: حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۹۷

[3] الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح۔ (رحمان علی: تذکرۂ علمائے ہند، مطبوعہ کراچی ص ۵۲۳)

[4] محدث بریلوی کے تلامذہ بھی فن حدیث میں مہارت رکھتے تھے، چنانچہ علامہ محمد ظفر الدین بہاری نے علم حدیث میں چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ایک کتاب صحیح البہاری کے نام سے لکھی ہے، جس کی ابتدائی جلد پٹنہ سے شائع ہو گئی تھی۔ مسعود

فقہ اور اصول فقہ میں محدث بریلوی کو جو مہارت اور عبور حاصل تھا اس پر اظہار خیال کرتے ہوئے سید عبدالحئی ندوی لکھتے ہیں :-

فقہ حنفی اور اُس کی جزئیات پر اُن کو جو عبور حاصل تھا اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے اور اس دعوے پر اُن کا مجموعہ فتاویٰ شاہد ہے نیز اُن کی تصنیف کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم جو اُنھوں نے ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمہ میں لکھی تھی۔[۱]

محدث بریلوی نے فارغ التحصیل ہونے کے بعد فتویٰ نویسی کے علاوہ چند سال طلبہ کو پڑھایا۔ ان کے والد مولوی محمد نقی علی خان نے ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء میں مصباح التہذیب کے نام سے بریلی میں ایک عربی مدرسہ قائم کیا تھا جو بعد میں مصباح العلوم کے نام سے مشہور ہُوا۔ غالباً محدث بریلوی نے اس مدرسے میں پڑھایا ہوگا، پھر ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء میں منظر اسلام کے نام سے ایک دارالعلوم خود قائم کیا[۲] ـــــ ابتداء میں خود اس کے مہتمم رہے بعد میں مصروفیات کی وجہ سے اپنے صاحب زادے مولانا محمد حامد رضا خاں کو مہتمم بنا دیا ـــــ مولانا محمد ظفرالدین رضوی (خلیفہ و تلمیذ محدث بریلوی) نے لکھا ہے کہ محدث بریلوی سے ہزاروں طلبہ مستفید ہوئے[۳] ـــــ محدث بریلوی سے نہ صرف طلبہ بلکہ علماء نے بھی استفادہ کیا چناں چہ مولانا احمد دحان مکی نے علم جفر میں استفادہ کیا۔

---

۱ ابوالحسن علی ندوی، نزہتہ الخواطر، ج ۱۸، ص ۴۱

۲ Desai, Ziyaud-din Ahmad: Centres of Islamic Learning Delhi, 1979, pp.40-41

۳ محمد ظفرالدین رضوی؛ چودھویں صدی کے مجدد، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء، ص ۵۹-۶۰

عبدالرحمٰن آفندی شامی نے علم جفر میں تلمذ کی خواہش ظاہر کی ــــ مولانا سید حسین مدنی ابن سید عبدالقادر شامی مدنی بریلی آئے، چودہ ماہ قیام کیا اور علم جفر، علم اوفاق اور علم تکسیر حاصل کیے۔ عربی رسالہ اطائب الاکسیر فی علم التکسیر انھیں کے لیے تصنیف کیا۔[1] رسالہ کا عکس راقم کے کتب خانے میں موجود ہے۔ بخارا (روس) کے مولانا عبدالغفار بخاری علم جفر سیکھنے بریلی آئے۔ محدث بریلوی نے شیخ محی الدین ابن عربی کے علم جفر اور علم زائرچہ سے متعلق رسائل کی شرح لکھی اور ایک رسالہ اس علم میں خود تصنیف کیا سفر السفر عن الجفر بالجفر اور مولانا بخاری کو آٹھ ماہ تک اس فن کی تعلیم دی[2] ــــ الغرض محدث بریلوی سے طلبہ و علماء سب ہی مستفید ہوئے ــــ سید عبدالحئی ندوی نے لکھا ہے:

> وہ ایک متبحر عالم تھے، باخبر اور کثیر المطالعہ، وہ ایک رواں قلم اور فکر رسا کے مالک تھے۔[3]

محدث بریلوی نے یوم جمعۃ المبارک ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو بریلی میں وصال کیا۔[4] پاک و ہند میں اس حادثہ کو شدت سے محسوس کیا گیا اور بلاد اسلامیہ میں فاتحہ خوانی کی گئی ــــ لاہور کے پیسہ اخبار نے اپنے

---

[1] الرضا (بریلی)، شمارہ صفر ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء، ص ۱۹ - ۲۷

[2] ایضاً، ص ۲۸ - ۲۹

[3] ابوالحسن علی ندوی، نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۴۰

[4] نظامی بدایونی: قاموس المشاہیر، مطبوعہ بدایون ۱۹۲۴ء، ص ۶۶

[5] حسنین رضا خاں: سیرت اعلیٰ حضرت مطبوعہ پیلی بھیت ۱۹۸۳ء، ص ۱۳۱

تعزیتی نوٹ میں لکھا،

آپ ہندوستان میں علوم اسلامیہ دینیہ کے آفتاب تھے، بڑے فاضل اور متبحر و جید عالم۔ آپ کی وفات سے ہندوستان سے ایک برگزیدہ ہستی اٹھ گئی جس کی خالی جگہ پُر کرنا ناممکن نظر آتا ہے۔ آپ صادق مسلم کا صادق نمونہ اور پابند شرع تھے اور ہمیشہ ترویج علوم اسلامیہ میں مصروف رہے۔ آپ سے فیض پانے والوں کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ہندوستان کے مذہبی حلقوں اور علمائے دین میں آپ کی بڑی قدر و منزلت تھی ---- اس میں کلام نہیں کہ مخالفین تک مرحوم کی اعلیٰ اور بے نظیر قابلیت کے دل سے معترف تھے۔[1]

محدث بریلوی کے صاحب زادگان مولانا محمد حامد رضا خان (م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) اور مولانا مفتی محمد مصطفٰے رضا خاں (م ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء) بلند پایہ عالم اور مفتی تھے، محدث بریلوی کے تلامذہ میں مولانا محمد امجد علی اعظمی، مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی، مولانا محمد عبدالعلیم میرٹھی، مولانا محمد ظفر الدین رضوی، مولانا محمد برہان الحق جبلپوری، وغیرہ بلند مرتبہ عالم اور مبلغ گزرے ہیں، محدث بریلوی کے خلفاء کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے جو پاک و ہند اور بلاد اسلامیہ میں پھیلے ہوئے تھے۔[2]

---

[1] پیسہ اخبار (لاہور) شمارہ ۳۰ نومبر ۱۹۲۱ء، ص ۲

[2] (الف) محمد صادق قصوری: خلفائے اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء

(ب) ڈاکٹر حسن رضا خاں: فقیہ اسلام، مطبوعہ الٰہ آباد ۱۹۸۱ء، ص ۲۳۱-۲۸۶

فرزندانِ گرامی

محدث بریلوی کے دو صاحبزادے تھے ـــــــ

- علامہ محمد حامد رضا خاں
- مفتی اعظم محمد مصطفےٰ رضا خاں

دونوں آفتاب و ماہتاب تھے ـــــــ علامہ محمد حامد رضا خاں صاحب کی ربیع الاول ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء میں بریلی میں ولادت ہوئی۔ معقولات اور منقولات کی تعلیم محدث بریلوی سے حاصل کی ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۴ء میں ۱۹ سال کی عمر میں درس نظامی سے فارغ ہوئے ـــــــ ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل کی۔ شاہ ابوالحسین نوری سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے، محدث بریلوی سے ۱۳ سلاسل طریقت میں اجازت حاصل کی۔ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں دار العلوم منظر اسلام بریلی کے مہتمم ہوئے ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۶ء میں اسی دار العلوم کے شیخ الحدیث اور صدر المدرس ہوئے۔ وہ متبحر عالم تھے، بہترین معلم، طلباء پر نہایت ہی شفیق و مہربان ـــــــ وہ مایہ ناز خطیب بھی تھے، انہوں نے ملک گیر دورے کئے ـــــــ وہ شاعر تھے اور تاریخ گوئی میں اپنی مثال آپ تھے، اُردو، فارسی، عربی پر یکساں عبور حاصل تھا ـــــــ عربی زبان میں خاص مہارت تھی۔

علامہ محمد حامد رضا خاں نے مختلف مذہبی اور سیاسی تحریکوں کے طوفانوں کا مقابلہ فرمایا مثلاً قادیانی تحریک، تحریک خلافت، تحریک ترک موالات، تحریک شدھی سنگٹھن، تحریک ہجرت، تحریک مسجد شہید گنج وغیرہ وغیرہ۔ ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء میں انہوں نے الجمعیۃ العالیۃ المرکزیہ، مراد آباد (بھارت) کے اجلاس میں فاضلانہ خطبہ دیا اس سے ان کے بے مثال تحرو تدبر کا اندازہ ہوتا ہے علامہ محمد حامد رضا خاں صاحب نے ۱۷ رجمادی الاوّل ۱۳۶۲ھ / ۲۳ رمئی ۱۹۴۳ء کو بریلی میں وصال فرمایا۔ آپ بکثرت خلفا، مریدین پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں، آپ کی متعدد تصانیف بھی ہیں ــــ آپ کے وصال کے بعد بڑے صاحبزادے علامہ محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے علامہ محمد ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے اور ان کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے مولانا سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ العالی زیب سجادہ ہیں۔

مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں

مفتی اعظم ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ / جولائی ۱۸۹۳ء بروز جمعہ بوقت صبح صادق بریلی میں پیدا ہوئے۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ کو شاہ ابوالحسین نوری نے زمانہ طفلی میں بیعت فرماکر اجازت وخلافت سے نوازا ـــــ اصل تعلیم و تربیت محدث بریلوی نے فرمائی، اساتذہ میں برادر بزرگ علامہ محمد حامد رضا خاں صاحب علامہ شاہ رحم الٰہی صاحب ناگوری، مولانا بشیر احمد علی گڑھی، علامہ ظہور الحسن نقشبندی فاروقی قابل ذکر ہیں۔ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء بعمر اٹھارہ سال علوم عقلیہ و نقلیہ سے فارغ ہوئے

اور ۴۸ سے زیادہ علوم و فنون میں مہارت حاصل کی۔ محدث بریلوی نے بہت سے سلاسل میں اجازت مرحمت فرمائی۔ درس نظامی سے فراغت کے بعد ۱۳۲۸ھ سے دارالعلوم منظر اسلام، بریلی میں تدریس کا آغاز فرمایا اور ۱۳۴۶ھ تک یہ سلسلہ چلتا رہا، پھر دارالافتاء کی ذمہ داریوں کی وجہ سے مخصوص طلباء تک سلسلہ درس و تدریس محدود ہو گیا۔ مفتی اعظم نے دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی میں بھی تدریس کے فرائض انجام دیئے۔

مفتی اعظم نے فتویٰ نویسی کا فن محدث بریلوی سے سیکھا اور اس میں وہ مہارت پیدا کی کہ مفتی اعظم ہند ہوئے ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء میں بعمر ۱۸ سال فتویٰ نویسی کا آغاز کیا اور یہ سلسلہ آخر تک چلتا رہا۔ مفتی اعظم نے مجموعی طور پر ۷۰ رسال فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دیئے۔ آپ کے فتاویٰ "فتاویٰ مصطفویہ" کے نام سے دو جلدوں میں چھپ چکے ہیں جس میں صرف دس سال کے فتوے جمع کئے گئے ہیں۔

مفتی اعظم نے ہر کٹھن وقت میں مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء میں مسجد شہید گنج لاہور کا سانحہ پیش آیا۔ مفتی اعظم نے انگریزوں اور سکھوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی حمایت کی، اسی طرح ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا کانفرنس بنارس میں مرکزی کردار ادا کیا ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء میں جب ہندوستان میں نس بندی کا اعلان کیا گیا آپ نے بلا خوف و خطر مومنانہ جرأت سے اس کی شدید مخالفت فرمائی۔

مفتی اعظم عالم و عارف، مفتی و فقیہ اور مدبر و مفکر ہونے کے ساتھ ساتھ شاعر بھی تھے، ان کے اشعار میں تقویٰ کا رنگ جھلکتا ہے ـــــ ان کا شعری مجموعہ 'سامان بخشش' بریلی سے شائع ہو چکا ہے

مفتی اعظم نے ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء میں کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے

وصال فرمایا، ان کی نماز جنازہ میں دنیا بھر کے ۲۵ لاکھ عقیدت مند شریک ہوئے، نماز جنازہ میں اتنا عظیم اجتماع تاریخ میں نہیں ملتا ــــ اس سے مفتی اعظم کے حلقۂ اثر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ــــ

مفتی اعظم کے بکثرت خلفاء پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، ماریشس یورپ، امریکہ اور افریقہ وغیرہ میں ہیں۔

علامہ شاہد علی رضوی نے مفتی اعظم کے منتخب تلامذہ کے ۳۵ نام گنائے ہیں جو سب کے سب متبحر عالم ہوئے ــــ افتاء میں منتخب تلامذہ کے ۲۳ نام گنائے ہیں جو اعلیٰ پایہ کے مفتی ہوئے اور مستفیدین میں گیارہ ممتاز علماء کے نام گنائے ہیں ــــ علامہ موصوف نے مفتی اعظم کی تصانیف اور شروح میں ۴۵ نام گنائے ہیں ــــ مجیب الرضا صاحب مفتی اعظم پر روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی سے پروفیسر وسیم بریلوی کی رہنمائی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں اور نوشاد عالم چشتی بہار یونیورسٹی مظفر پور سے ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

آپ کے وصال کے بعد علامہ محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمہ کے صاحبزادے علامہ محمد اختر رضا خاں صاحب قائم مقام مفتی اعظم ہیں ــــ

محدث بریلوی کے بڑے صاحبزادے علامہ محمد حامد رضا خاں کے ہاں اولاد نرینہ میں علامہ محمد ابراہیم رضا خاں، علامہ حماد رضا خاں جیلانی میاں ہوئے۔ چھوٹے صاحبزادے مفتی اعظم محمد مصطفےٰ رضا خاں کے ہاں نرینہ اولاد نہیں ہوئی مگر محدث بریلوی اپنے سلسلۂ نسب و نسل کے قیام و دوام میں دونوں کو اس طرح شریک کیا کہ علامہ محمد حامد رضا خاں کے صاحبزادے علامہ محمد ابراہیم رضا خاں کی شادی مفتی اعظم کی صاحبزادی سے کردی تاکہ کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ مفتی اعظم کی نسل منقطع ہو گئی ــــ محدث بریلوی کی نسل کے قیام میں دونوں صاحبزادگان شریک ہیں۔ ــــ

(۲)

اکابر و احباب

انسان تنہا نہیں بنتا، اس کو بنانے میں بہت سے عوامل شامل ہوتے ہیں ——— اس کا ماحول، اس کے والدین، اس کے اساتذہ، اس کے مشائخ، اس کے احباب، اس کے مشاہدات و مطالعات، اس کے عہد کی تحریکات و حادثات وغیرہ وغیرہ ——— اس کی تفصیل کے لیے ایک دفتر چاہیئے۔

محدث بریلوی نے جب آنکھیں کھولیں تو دوسرے ہی سال ۱۸۵۷ء کا انقلاب سامنے آیا اور ۱۹۲۱ء میں جب آنکھیں بند کیں تو تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات عروج پر تھیں ——— محدث بریلوی کی زندگی کا چونسٹھ سالہ دور تحریکات و حادثات کا دور تھا، ان کی زندگی پر اس کے مثبت اور منفی دونوں قسم کے اثرات مرتب ہوئے۔

محدث بریلوی کے دادا مولانا محمد رضا علی خاں[۱] نے جب ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء میں انتقال کیا تو فاضل بریلوی کی عمر دس سال کی ہوگی۔ دادا کے ذاتی خصائل میں عفو و درگزر اور اتباع سنت نبوی ممتاز تھے۔ فاضل بریلوی کی زندگی میں یہ خصوصیات نظر آتی ہیں ——— ان کے والد مولانا محمد نقی علی خاں[۲] صاحب علم و فضل، سخاوت، علو ہمت، صدقات و خیرات میں پیش پیش، امیروں سے کنارہ کش، غریب پرور، علم و فضل میں یگانۂ روزگار ——— محدث بریلوی نے یہ اثرات قبول کیے، وہ بڑے بلند ہمت تھے اور ایسے دریا دل کہ کبھی اتنا مال

---

[۱] رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند، مطبوعہ کراچی، ص ۱۹۳

[۲] ایضاً، ص ۵۳۰

جمع نہیں کیا جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی، حالاں کہ وہ کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور علم و فضل میں ایسے یگانۂ روزگار جس کی نظیر کم از کم ان کے عہد میں نہیں ملتی اور نہ ان کے بعد نظر آتی ہے۔ مولانا محمد نقی علی خاں کا انتقال ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء میں ہوا، اس وقت محدث بریلوی کی عمر ۲۴ سال کی ہوگی، ان کو فتویٰ نویسی کرتے گیارہ سال گزر چکے تھے اور وہ کئی کتابوں کے مصنف ہو چکے تھے[1]

والد اور دادا کے علاوہ مندرجہ ذیل مشائخ و علماء نے بھی ان کی زندگی کو متاثر کیا۔

(۱) شاہ آل رسول مارہروی (م ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء)
(۲) شاہ عبدالقادر بدایونی (م ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء)
(۳) شاہ ابوالحسین احمد نوری (م ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)
(۴) شاہ علی حسین کچھوچھوی (م ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء)
(۵) شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی (م ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء)
(۶) مولانا محمد کفایت علی کافی (م ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۸ء)
(۷) مولانا محمد عمر حیدر آبادی (م ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء)
(۸) مولانا وصی احمد محدث سورتی (م ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء)

شاہ آل رسول مارہروی[2] نے علمائے فرنگی محل سے تکمیل علوم کی پھر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے درس حدیث میں شریک ہوئے اور سلاسل حدیث اور سلاسل طریقت کی سندیں حاصل کیں، وہ اپنے عہد کے جلیل القدر

---

[1] محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور ۱۹۷۱ء، ص ۲۱

عالم و عارف تھے، محدث بریلوی کے شیخ طریقت اور استاد تھے۔ محدث بریلوی نے ان کی منقبت میں ایک قصیدہ بھی لکھا ہے[1] ۔۔۔۔۔۔۔ شاہ عبدالقادر بدایونی، عالم جلیل شاہ فضل رسول بدایونی[2] (م ۱۲۷۹ھ / ۱۸۶۲ء) کے فرزند اور علامہ فضل حق خیرآبادی[3] (م ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء) کے شاگرد تھے جن پر خود اُستاد کو ناز تھا اور وہ ذکاوت و جودت طبع میں ابوالفضل اور فیضی پر ترجیح دیتے تھے۔ محدث بریلوی کو مولانا عبدالقادر سے بڑی عقیدت و محبت تھی، علمی مسائل میں اُن سے مشورے بھی لیتے تھے اور اس سلسلے میں کئی کئی روز بدایون قیام کرتے تھے۔ محدث بریلوی نے قصیدہ چراغ انس (۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء) انھیں کی منقبت میں لکھا ہے اور ان کے والد مولانا فضل رسول بدایونی کی تصنیف المعتقد المنتقد (۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۳ء) پر المعتمد المستند (۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء) کے عنوان سے تعلیقات و حواشی [illegible] کا اضافہ کیا جو استنبول (ترکی) سے شائع ہو چکے ہیں۔[4] محدث بریلوی نے شاہ فضل رسول بدایونی کی منقبت میں مدائح فضل رسول کے عنوان سے قصائد بھی لکھے ہیں۔ ۔۔۔۔۔۔ شاہ آل رسول مارہروی کے پوتے شاہ ابوالحسین احمد نوری[5]، محدث بریلوی کے استاد اور پیرزادے تھے، صاحب علم و فضل اور صاحب تصانیف کثیرہ، محدث بریلوی نے قصیدہ مشرقستان قدس انھیں کی

---

[1] محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور ۱۹۷۱ء، ص ۱۲۵

[2] ایضاً، ص ۲۰۸

[3] ایضاً، ص ۲۱۰

[4] فضل رسول بدایونی: المعتقد المنتقد مع تعلیقات المعتمد المستند مطبوعہ استنبول ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء

[5] ایضاً، ص ۲۸، غلام شبیر قادری: تذکرہ نوری مطبوعہ لائل پور ۱۹۲۸ء، ص ۴۴

منقبت میں لکھا ہے ——— شاہ علی حسین اشرفی[1] کچھوچھوی جلیل القدر عالم تھے، بلاد اسلامیہ کا دورہ کیا، صدہا علماء و مشائخ آپ سے بیعت ہوئے اور ہزاروں کفار و مشرکین مشرف باسلام، محدث بریلوی آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے ——— مولانا وصی احمد محدث سورتی[2]، محدث بریلوی کے مخصوص احباب میں تھے گو محدث بریلوی سے ۲۰ سال بڑے تھے، مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور مولانا احمد علی سہارنپوری سے تکمیل علوم فرمائی، پھر شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی سے سندِ حدیث اور سندِ خلافت حاصل کی ——— محدث سورتی نے چالیس برس تک درسِ حدیث دیا اور مدرسۃ الحدیث کے نام سے ایک مدرسہ پیلی بھیت (یو۔ پی، بھارت) میں قائم کیا جہاں سے بڑے بڑے فضلاء فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء میں محدث بریلوی پیلی بھیت تشریف لے گئے اور فنِ حدیث پر تین گھنٹے مسلسل تقریر فرمائی۔ محدث سورتی کی حدیث و فقہ پر متعدد تصانیف ہیں جن میں سے بعض چھپ چکی ہیں ———

مولانا کفایت علی کافی[3]، محدث بریلوی کی ولادت کے تقریباً دو سال بعد ۱۸۵۸ء میں شہید کیے گئے مگر محدث بریلوی کو ان سے اتنی عقیدت و محبت تھی کہ نعتیہ شاعری کا ان کو 'شہنشاہ' کہتے ہیں اور خود کو اُن کا وزیرِ اعظم[4] ——— مولانا کفایت علی کافی نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] ایضاً، ص ۱۸۸

[2] ایضاً، ص ۲۵۷

[3] ایضاً، ص ۲۱۹

[4] احمد رضا خاں، حدائق بخشش، مطبوعہ بدایوں، ج ۳، ص ۹۳-۹۴

کے شاگرد شاہ ابو سعید مجددی رام پوری سے تحصیل علم حدیث کی،
علم حدیث میں تبحر اور نعتیہ شاعری میں کمال حاصل تھا، سنت نبوی کا نمونہ تھے،
مراد آباد کے صدر الشریعہ رہے۔ انگریزوں کے خلاف فتویٰ جہاد کی آپ نے خوب
تشہیر کی جس کی پاداش میں جنرل جونس کے حکم سے ۲۵ / اپریل ۱۸۵۸ء کو مراد آباد
میں برسر عام تختۂ دار پر لٹکا دیئے گئے[1] ___ نعتیہ شاعری میں محدث بریلوی
نے انھیں سے فیض حاصل کیا، انھوں نے ایک ایسا نمونہ پسند کیا جو عالم بھی
تھا، محدث بھی تھا، مجاہد بھی تھا اور شہید بھی۔ اس سے محدث بریلوی کے
انداز فکر کا پتہ چلتا ہے ___ محدث بریلوی کے محسنین میں شاہ فضل الرحمٰن
گنج مراد آبادی بھی تھے جنھوں نے فرنگی محل میں پڑھا اور شاہ عبدالعزیز محدث
دہلوی سے بخاری شریف کی سماعت کی۔ گنج مراد آباد میں مستقل قیام کیا۔ محدث
بریلوی اپنے دوست مولانا وصی احمد محدث سورتی کے ہمراہ گنج مراد آباد حاضر
ہوئے تو شاہ صاحب نے قصبہ سے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا اور فرمایا
"مجھے آپ میں نور ہی نور نظر آتا ہے"[2] ___ یہ وہی کلمات ہیں جو پہلے حج کے
موقعہ پر شیخ صالح بن حسین جمل اللیل مکی نے فرمائے تھے جس کو حاجی
امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ مولانا رحمان علی نے نقل کیا ہے[3] ___ محدث
بریلوی کے احباب میں مولانا محمد عمر حیدرآبادی بھی تھے۔ یہ عالم بھی تھے اور
عارف بھی۔ اصلاح معاشرہ کے لیے کوشاں رہتے تھے، ۱۳۲۷ھ میں دارالعلوم

---

[1] محمد ایوب قادری، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۵۹۱ - ۵۶۲
[2] محمود احمد قادری: تذکرۂ علمائے اہل سنت، ص ۲۰۸
[3] رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۱۶

منظرِ اسلام (بریلی) کے جلسہ دستار بندی میں بریلی آئے تو محدث بریلوی نے بڑی پذیرائی کی پھر جب ۲۰ صفر ۱۳۳۰ھ کو ان کا انتقال ہوا تو عربی میں قطعہ تاریخ وفات لکھی۔[1]

محدث بریلوی کا حلقہ محبین و محسنین بہت وسیع ہے جس کا احاطہ کرنا اور فرداً فرداً محدث بریلوی پر ہر ایک کے اثرات کا جائزہ لینا اس مختصر مقالے میں ممکن نہیں۔ انھوں نے اپنے مشہور عربی قصیدے آمال الابرار[2]، اُردو مثنوی الاستمداد[3] اور ماہنامہ الرضا (بریلی)[4] میں اپنے احباب اور محسنین کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ پاک و ہند اور بلادِ اسلامیہ کے مخلصین و محسنین کا تذکرہ ایک تحقیقی مقالہ کا موضوع بن سکتا ہے۔

[1] محمود احمد قادری: تذکرۂ علمائے اہل سنت، ص ۱۸۷

[2] احمد رضا خاں: آمال الابرار، مطبوعہ پٹنہ، ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء

[3] احمد رضا خاں: الاستمداد (۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء)، مطبوعہ لائل پور ۱۹۷۶ء

[4] الرضا (بریلی)، شمارہ ربیع الآخر و جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء ص ۱۰-۱۱

مذہبی تحریکات

شخصیات کے علاوہ مختلف مذہبی اور سیاسی تحریکوں نے بھی محدث بریلوی پر منفی اور مثبت اثرات مرتب کیے ــــ ان کا دور بڑا ہنگامی دور تھا ــــ ولادت سے قبل، ولادت کے بعد، زندگی میں اور انتقال کے بعد مسلسل تحریکیں اٹھتی رہیں اور حادثات رونما ہوتے رہے مثلاً ولادت سے قبل تحریک ابن عبد الوہاب اور تحریک بالاکوٹ رونما ہوئی۔ ولادت کے ایک سال بعد انقلاب ۱۸۵۷ء برپا ہوا پھر تحریک اتحاد عالم اسلامی چلی، اسی کے ساتھ ساتھ تحریک دیوبند، تحریک علی گڑھ، تحریک ندوۃ العلماء اور تحریک احمدیت چلی ــــ انڈین نیشنل کانگریس قائم ہوئی، آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا، تحریک ریشمی رومال چلی ــــ جنگ طرابلس، جنگ بلقان اور پھر جنگ عظیم ہوئی ــــ اس کے بعد تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات چلیں، اسی کے ساتھ ساتھ تحریک ہجرت، تحریک ترک گاؤکشی، تحریک ترک حیوانات، تحریک کھدر وغیرہ چلیں، اسی زمانے میں جمعیت العلمائے ہند قائم ہوئی الغرض فاضل بریلوی کا دور حیات مذہبی اور سیاسی تحریکوں سے معمور نظر آتا ہے۔

محمد بن عبد الوہاب نجدی، محدث بریلوی کی ولادت سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل نجد کے مقام عیینہ میں ۱۱۱۵ھ / ۱۷۰۳ء میں پیدا ہوئے اور ۹۰ سال کی عمر میں ۱۲۰۷ھ / ۱۷۹۲ء میں انتقال کیا۔ اُن کی تحریک توحید نے جزیرہ عرب اور پاک و ہند کو متاثر کیا۔ اس کا مقصد تصور توحید کا احیاء اور بدعات کا خاتمہ بتایا گیا۔ ابن عبد الوہاب ابن تیمیہ سے متاثر تھے۔ ۱۷۴۵ء میں محمد بن مسعود

(امیر درعیہ) کے فوجی تعاون سے انھوں نے اپنی تحریک کا آغاز کیا اور کتاب التوحید لکھ کر اپنے عقائد کی اشاعت کی ــــــــ

وہ حیات النبی کے قائل نہ تھے، روضۂ اقدس کی زیارت کے ارادے سے حاضر ہونے کو حرام خیال کرتے تھے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء سے استعانت و استغاثہ کو حرام خیال کرتے تھے۔ اولیاء اللہ کی تعظیم سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا بھی ان کے نزدیک جائز نہ تھا۔ مزارات پر قبے بنوانا اور فاتحہ خوانی کے لیے حاضری دینا، چادر و پھول وغیرہ چڑھانا ان کے نزدیک حرام تھا ــــــــ ابن الوہاب ان امور کے کرنے والوں اور مؤیدین کو کافر و مشرک خیال کرتے تھے۔[۱] ان کا خون اور مال حلال سمجھتے تھے چنانچہ تحریک کے زمانے میں ہزاروں مسلمان عوام و علماء شہید کیے گئے، صحابہ کرام اور بزرگانِ دین کے قبے مسمار کیے گئے[۲] ــــــــ علامہ ابن عابدین شامی ان تمام واقعات کے عینی شاہد ہیں[۳] ــــــــ ابن عبد الوہاب کی تحریک نتائج و عواقب کے لحاظ سے بہت سے حلقوں میں اچھی نہیں سمجھی گئی[۴] ــــــــ حتیٰ کہ علمائے دیوبند جو بعض امور میں ابن عبد الوہا

---

[۱] (و) محمد بن عبد الوہاب، کشف الشبہات، ص ۲۰ - ۲۱

(ب) علی طنطاوی جوہری: محمد بن عبد الوہاب، ص ۱۵ - ۱۷

[۲] (و) احمد عبد الغفور عطار، شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب، ص ۱۵۵

(ب) عثمان بن بشر نجدی، عنوان المجد فی تاریخ نجد، ج ۱، ص ۱۱

[۳] ابن عابدین شامی، رد المحتار شرح در مختار، مطبعۃ العامرہ ۱۲۴۹ھ، ص ۳۹

[۴] (و) عبد الحفیظ بن عثمان: جلاء القلوب فی کشف الکروب، مطبوعہ استنبول ۱۲۹۸ھ

(ب) سلیمان بن عبد الوہاب: الصواعق الالٰہیہ، مطبوعہ استنبول ۱۹۷۵ء، ص ۵

کے ہم خیال ہیں، انھوں نے بھی مسلمانوں کی تکفیر اور قتل عام پر سخت تنقید کی ہے[۱]

★ بظاہر ابن عبدالوہاب نجدی نے معاشرے سے بدعات ختم کرنے اور عقیدہ توحید کو مستحکم کرنے کی کوشش کی مگر اس کے لیے جو راہ اختیار کی اس سے علماء اہل سنت کو سخت اختلاف تھا ــــــ محدث بریلوی محبت رسول اور محبت اولیاء کو ایمان کی بہار سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک لوگوں سے عظمت رسول کا مٹ جانا اور سلف صالحین سے ملت کا بدگمان ہو جانا ایک عظیم المیہ سے کم نہ تھا ــــــ برطانیہ کے محکمۂ جاسوسی کے ایک افسر ہمفرے جس نے بلاد اسلامیہ میں رہ کر عربی، ترکی اور فارسی وغیرہ میں کمال پیدا کیا اور مسلمان عالم کی روپ میں سامنے آیا۔ اس کام کے لیے متعین کیا گیا تھا کہ مسلمانوں کے دلوں سے اس عظمت کو مٹا دے[۲] کیوں کہ ملت کی قوت کا راز اسی میں تھا ــــــ ابوالحسن علی ندوی نے عالم اسلام کا عمیق جائزہ لے کر ہمارے امراض کا علاج یہی تجویز کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ، جاں نثارانہ، فداکارانہ محبت کی جائے[۳] اور بس ــــــ

★ تحریک بالاکوٹ میں تحریک ابن عبدالوہاب کی جھلک نظر آتی ہے تحریک بالاکوٹ (۱۸۲۶ - ۱۸۳۱) کے قائد مولوی سید احمد بریلوی تھے اور

---

[۱] (ا) بدر عالم: فیض الباری مطبوعہ دیوبند ۱۹۸۰ء، ج ۱، ص ۱۷۰

(ب) حسین احمد: نقش حیات، ج ۲

(ج) حسین احمد: شہاب الثاقب علی المسترق الکاذب مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء، ص ۲۲۱ اور

[۲] ہمفرے: اعترافات، لاہور، ص ۹۸

[۳] ابوالحسن علی ندوی: نقوش (لاہور) رسول نمبر

ان کے دست راست مولوی اسماعیل دہلوی تھے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے تھے لیکن ان کی مجتہدانہ روش سے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ خوش نہ تھے[1] ــــ مولوی اسماعیل نے کتاب التوحید کی طرز پر تقویۃ الایمان کے نام سے ایک کتاب لکھی (جس کے مندرجات نے علمائے اہل سنت میں ایک ہلچل مچادی) ــــ اور پھر اس کے نفاذ کی پوری پوری کوشش کی۔ تحریک بالاکوٹ کے زمانے میں جب مولوی سید احمد اور مولوی اسماعیل صوبہ سرحد پہنچے تو مولوی اسماعیل نے مولوی سید احمد کی امامت کبریٰ کا اعلان کر دیا[2] اور فرمایا جو سید احمد کی امامت سے انکار کرتا ہے، اس کا خون اور مال حلال ہے۔ چناں چہ جنہوں نے سید احمد اور اسماعیل دہلوی سے اختلاف کیا ان سے جنگ کی گئی[3] ــــ مولوی اسماعیل نے تقویۃ الایمان میں جن عقائد و افکار کا اظہار فرمایا ہے، محدث بریلوی نے اس پر تنقید کی ہے اور ابن عبدالوہاب، مولوی سید احمد اور مولوی اسماعیل دہلوی کا تعاقب کیا ہے ــــ علمائے دیوبند، تحریک بالاکوٹ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر مولوی حسین احمد مدنی اس تحریک کو آزادیٔ وطن کی تحریک قرار دیتے ہیں کیونکہ اس میں ہندو بھی شریک تھے[4]۔

---

[1] زید ابوالحسن فاروقی ازہری، مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان، مطبوعہ دہلی ۱۹۷۲ء، ص ۱۴

[2] محبوب علی: تاریخ الائمہ (قلمی) محررہ ۱۲۵۱ھ/۱۸۳۵ء، ص ۸۹۸

[3] (الف) محمد جعفر تھانیسری: حیات سید احمد شہید، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۷ء

(ب) وحید احمد مسعود: سید احمد شہید کی صحیح تصویر، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۷ء

(ج) شاہ حسین گردیزی، حقائق تحریک بالاکوٹ، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۲ء

[4] حسین احمد مدنی: نقش حیات، ج ۲، ص ۴۲۲

تحریکِ بالاکوٹ کے خاتمہ (۱۸۳۱) کے چند سال بعد افغانستان یا ایران کے حنفی گھرانے میں جمال الدین افغانی ۱۲۵۴ھ/۹-۱۸۳۸ء میں پیدا ہوئے ــــ یہ صاحبِ علم وفضل تھے، افغانستان میں وزارت کے عہدے پر فائز رہے۔ مصر اور ترکی بھی گئے، ۱۸۷۰ء میں اسکاٹ لینڈ کی فری میسن سے متعلق رہے پھر بے تعلق ہو گئے۔ ۱۸۷۹ء میں ہندوستان میں حیدرآباد اور کلکتہ آئے، پیرس، لندن، روس اور جرمنی وغیرہ بھی گئے۔ آخری ایام قسطنطنیہ میں گزارے، ۱۸۹۷ء میں وہیں انتقال کیا، بعد میں ان کا تابوت ۱۹۴۴ء میں ترکی سے افغانستان لایا گیا ــــ

جمال الدین افغانی نے ابن عبدالوہاب، مولوی سید احمد اور مولوی اسماعیل کی طرح توحید پر زور دیا ــــ وہ اسلامی اجتماعیت کو مادی اشتراکیت پر ترجیح دیتے تھے، مغربی ثقافت کے مقابلے میں مشرقی ثقافت کو پسند کرتے تھے، اسلام اور سائنس کی ہم آہنگی پر زور دیتے تھے اور امنِ عالم کے لیے اسلامی بلاک ضروری خیال کرتے تھے[1] ــــ

جمال الدین افغانی، محدث بریلوی کے معاصرین میں تھے، جب وہ ہندوستان آئے محدث بریلوی کی جوانی کا زمانہ تھا۔ محدث بریلوی تصورِ توحید پر اصرار کے حامی تھے مگر ساتھ ہی وہ عظمتِ مصطفیٰ کے احساس کو ضروری خیال کرتے تھے، اس طرح اسلام اور سائنس کی ہم آہنگی کے بارے میں محدث بریلوی کا خیال یہ تھا کہ سائنسی تجربات ومشاہدات کی روشنی میں اسلامی افکار وخیالات کو نہ جانچا جائے بلکہ قرآنی آیات کی روشنی میں سائنس کو پرکھا جائے کیوں کہ سائنس

[1] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مطبوعہ لاہور ج ۷، ص ۳۷۲-۳۸۰

[2] احمد رضا خاں: نزول آیات فرقان بسکون زمین وآسمان، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۲۴

ایک ترقی پذیر عمل ہے اور قرآنی آیات حتمی وقطعی ہیں ـــــ حتمی اور قطعی کو ظنی کی روشنی میں نہیں پرکھا جا سکتا ـــــ محدث بریلوی اسلامی اجتماعیت کے مبلغ تھے اور مشرقی تہذیب کو ہر حالت میں مغرب پر ترجیح دیتے تھے۔ ان کا ماحول اور ان کی بود و باش مغرب نا آشنا تھی جب کہ مغرب کے بہت سے ناقدین مغرب کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے ـــــ

تحریک دیوبند ـــــ تحریک ابن عبدالوہاب، تحریک مولوی اسماعیل دہلوی اور تحریک جمال الدین افغانی سے متاثر معلوم ہوتی ہے۔ اس تحریک کے قائدین بالعموم ابن عبدالوہاب اور مولوی اسماعیل کے افکار وخیالات کی تائید کرتے نظر آتے ہیں[۱] محدث بریلوی ان تینوں کو ایک ہی زمرے میں شمار کرتے ہیں

اس طرح محدث بریلوی کے عہد میں احناف کے دو گروہ ہو گئے، ایک کو عرف عام میں دیوبندی کہا جاتا ہے، دوسرے کو بریلوی ـــــ مسلک بریلی کے مقتدا محدث بریلوی ہوئے اور مسلک دیوبند کے مقتدا مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی ہوئے ـــــ اکابر دیوبند اور اکابر بریلی کا سلسلۂ حدیث شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے ملتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) محدث بریلوی کو شاہ آلِ رسول مارہروی سے سند حدیث حاصل

---

[۱] مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ (مطبوعہ دیوبند، ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء) میں ابن عبدالوہاب کے عقائد وافکار کی تائید کی ہے مگر مولوی حسین احمد مدنی نے الشہاب الثاقب (مطبوعہ دیوبند ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) میں اور مولوی خلیل اللہ انبیٹھوی نے المہند علی المفند (مطبوعہ کراچی) میں ابن عبدالوہاب پر تنقید کی ہے اور ان کے افکار وعقائد سے اپنی بے تعلقی اور برأت کا اعلان کیا ہے۔ مسعود

تھی، اُن کو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے، اور اُن کو اپنے والد
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے۔

(۲) مولانا محمد قاسم نانوتوی کو مولانا مملوک علی سے سند حدیث حاصل
تھی، اُن کو مولوی رشید احمد دہلوی سے، اُن کو شاہ عبد العزیز
محدث دہلوی سے اور اُن کو اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے۔

دار العلوم دیوبند ۱۲۸۳ھ / ۱۸۶۷ء دیوبند میں ایک مسجد میں انار کے
درخت کے نیچے قائم ہوا۔ مولوی محمود حسن اس کے پہلے طالب علم تھے اور مولانا
محمد قاسم نانوتوی سرپرست اوّل ـــــ مولانا محمد قاسم کے انتقال (۱۲۹۷ھ/
۱۸۸۰ء) کے بعد ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۵ء تک مولوی رشید احمد گنگوہی سرپرست
رہے ـــــ دونوں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بیعت تھے ـــــ مولوی اشرف علی
تھانوی ۱۸۸۰ء میں مدرسہ دیوبند میں داخل ہوئے ـــــ ان کے اساتذہ میں
مولوی محمود حسن، مولوی عبد العلی اور مولوی محمد یعقوب وغیرہ تھے۔ مدرسہ دیوبند
کے اساتذہ میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی بھی رہے جو بعد میں مظاہر العلوم
سہارنپور چلے گئے جو ۱۸۸۳ء میں قائم ہوا تھا۔

علماء دیوبند، علماء بریلی کی طرح تقلید کے پابند اور فقہ حنفی کے پیرو
ہیں۔ بعض امور میں جمہور اہل سنت سے اختلاف کے باعث ان کا الگ تشخص قائم
ہوگیا۔ اس سے پہلے یہ تقسیم نہ تھی۔ اہل سنت و جماعت کے دو مراکز تھے، ایک
کے سرخیل بحر العلوم مولانا عبد العلی (م۔ ۱۱۴۴ھ / ۱۲۳۵ء) تھے اور دوسرے
کے سرخیل مولانا فضل رسول بدایونی (۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء) ـــــ بہر کیف
علماء دیوبند ہر بدعت کو گمراہی خیال کرتے ہیں جب کہ محدث بریلوی صرف
ان بدعات کو گمراہی خیال کرتے ہیں جو شریعت کے کسی نہ کسی حکم سے متصادم

ہو ـــــ دیگر امور جن میں ان دونوں کا اختلاف ہے، ان میں سے بعض یہ ہیں :

(۱) محدث بریلوی شانِ الوہیت اور شانِ رسالت میں ایسے کلمات کا استعمال خلاف ادب خیال کرتے ہیں جو بظاہر حق معلوم ہوں مگر ساتھ ہی گستاخانہ بھی ہوں ـــــ اس قسم کے کلمات مولانا محمد قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس میں[1]، مولوی اشرف علی کی حفظ الایمان[2] میں، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی البراہین قاطعہ[3] میں، مولوی اسماعیل دہلوی کی صراطِ مستقیم اور تقویت الایمان[4] میں، مولوی محمود حسن کی الجہاد المقل[5] وغیرہ میں محدث بریلوی کے خیال میں موجود ہیں مگر ان حضرات کا کہنا ہے کہ اس کی مراد وہ نہیں جس سے گستاخی مترشح ہوتی ہے کیوں کہ گستاخی ان کے نزدیک بھی حرام ہے۔ مگر محدث بریلوی کا یہ موقف ہے چوں کہ وہ عبارات اُردو میں عام فہم ہیں اس لیے اہل زبان اس سے جو مراد لیتے ہیں وہی مراد لی جائے گی اور اسی پر حکم لگایا جائے گا ـــــ

(۲) دوسری بات یہ تھی کہ محدث بریلوی اس کے قائل تھے کہ حضور صلی اللہ

---

[1] مولوی محمد قاسم نانوتوی، تحذیر الناس، ص ۳

[2] مولوی اشرف علی تھانوی، حفظ الایمان، ص ۸

[3] مولوی خلیل احمد انبیٹھوی: البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ مطبوعہ دیوبند، ص ۵۵

[4] مولوی اسماعیل دہلوی: صراطِ مستقیم، مطبوعہ دیوبند، ص ۸۶

[5] مولوی محمود حسن: الجہد المقل، مطبوعہ سادھورہ، ص ۴۱

علیہ وسلم کے محامد و محاسن جو قرآن و حدیث میں بیان کئے ہیں من وعن بیان کر دیئے جائیں تاکہ آپ کی شخصیت ابھر کر سامنے آئے اور مسلمانوں کے دلوں میں آپ کی عظمت و ہیبت قائم ہو جب کہ علمائے دیوبند احتیاط کے قائل تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح مسلمان حد سے بڑھ سکتے ہیں۔

(۳) محدث بریلوی مجالس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جائز و مستحسن خیال کیا کرتے تھے جب کہ علمائے دیوبند اس قسم کی مجالس کے خلاف تھے۔

(۴) محدث بریلوی محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں قیام کو مستحب خیال کرتے تھے جب کہ علمائے دیوبند اس کو بدعت تصور کرتے تھے۔

(۵) محدث بریلوی اعراس کو (بشرطیکہ ان میں خلاف شرع کوئی بات نہ ہو) جائز خیال کرتے تھے جب کہ علمائے دیوبند ناجائز خیال کرتے تھے۔

(۶) فاتحہ خوانی کی رسم بشرطیکہ اس میں کوئی خلاف شرع بات نہ ہو محدث بریلوی کے نزدیک جائز تھی مگر علمائے دیوبند بدعت خیال فرماتے تھے۔

الغرض اس قسم کے اور بہت سے اختلافات تھے مثلاً امکان کذب، امتناع نظیر، حقیقتِ خاتمیت، علمِ غیب، حاضر و ناظر، نور و بشر، زیارت قبور، استمداد، استعانت، سماع موتیٰ وغیرہ ــــــ علمائے دیوبند کے مرشد طریقت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی تقریباً تمام امور میں محدث بریلوی کے خیالات سے متفق تھے اور انھوں نے دونوں مکاتبِ فکر میں اتحاد پیدا کرنے کے لیے ایک رسالہ بھی تحریر کیا تھا[1] مگر علمائے دیوبند نے ان کی باتوں کو تسلیم نہیں کیا۔

---

[1] امداد اللہ مکی: فیصلۂ ہفت مسئلہ (مع تشریح و توضیح مفتی محمد خلیل خاں قادری) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء

ایک اہم مسئلہ جس میں محدث بریلوی اور علمائے دیوبند کا اختلاف تھا وہ ہندو مسلم اتحاد کا مسئلہ تھا۔ علمائے دیوبند من حیث الجماعت سیاسی معاملات میں ہندوؤں کے ساتھ اشتراک عمل میں متحد الخیال تھے (ماسوائے چند حضرات کے) جب کہ محدث بریلوی ایسے اشتراک عمل کو شرعاً مذموم اور عقلاً مضر و مہلک خیال کرتے تھے۔ ان کے خیال میں طاقت ور اکثریت سے اتحاد ہر نقطۂ نظر سے مسلمانوں کے لیے مضر تھا۔ مگر علمائے دیوبند اس خیال سے متفق نہ تھے اور ان کا عمل اس کے برعکس رہا ـــــــ

محدث بریلوی نے مندرجہ ذیل رسائل میں اُن مسائل پر اپنی تحقیقات پیش کی ہیں جن میں علمائے دیوبند سے اُن کا اختلاف تھا ـــــــ

۱۔ منیر العین (۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء)

۲۔ ازکی الہلال (۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء)

۳۔ سبحٰن السبوح (۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء)

۴۔ سبحٰن القدوس (۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء)

۵۔ المعتمد المستند (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء)

۶۔ القطوف الدانیہ (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء)

۷۔ انباء المصطفیٰ (۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء)

۸۔ الجزاء اللہ (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء)

۹۔ اقامۃ القیامہ (۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء)

۱۰۔ حسام الحرمین (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) وغیرہ وغیرہ

علمائے دیوبند کے علاوہ اہل حدیث، اہل قرآن، علمائے ندوۃ العلماء اور دانشوران علی گڑھ کے بھی بعض افکار و خیالات سے محدث بریلوی کو اختلاف

تھا ــــــــــــ

علمائے اہل حدیث نے تقلید کے خلاف آواز بلند کی اور از خود اجتہاد کا دعوٰے کیا، انھوں نے ائمہ اربعہ، فقہ اور مقلدین پر سخت تنقیدیں کیں اہل حدیث کے اکابر میں مولوی اسماعیل دہلوی، مولوی نذیر حسین دہلوی [1]، مولوی ثناء اللہ امرتسری [2] اور نواب صدیق حسن خاں [3] وغیرہ ہیں ــــــــ محدث بریلوی اہل حدیث کی مجتہدانہ روش کو غیر دانشمندانہ سمجھتے تھے اور ملت اسلامیہ کے لیے باعث انتشار و افتراق ــــــــ غیر دانشمندانہ اس لیے کہ اہل حدیث انکار تقلید کے باوجود احکام و امور میں کسی نہ کسی امام کی تقلید پر مجبور تھے. حتیٰ کہ اپنے مستند عالم کی تقلید اور پیروی کے بغیر چارہ نہ تھا کیوں کہ ہر مسلمان یہ قدرت نہیں رکھتا کہ قرآن و حدیث سے خود مسائل و احکام کا استنباط کر سکے ــــــــ بہر کیف محدث بریلوی نے تقلید اور بعض دیگر اختلافی امور میں رسائل تصنیف کیے جن میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ سلطنت المصطفٰے فی ملکوت کل الورٰی (۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء)

۲۔ الآمر باحترام المقابر (۱۲۹۸ھ/۱۸۹۳ء)

۳۔ ہدی الحیران فی نفی الفئی عن شمس الاکوان (۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء)

۴۔ الامن والعلی (۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء)

۵۔ انوار الانتباہ (۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء)

۶۔ برکات الامداد لاہل الاستمداد (۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء) وغیرہ وغیرہ

---

[1] ابوالحسن علی ندوی: نزہتہ الخواطر، ج ۸، ص ۴۹۷

[2] ایضاً، ج ۸، ص ۹۵

[3] ایضاً، ج ۸، ص ۱۸۷

علمائے دیوبند میں ایک بزرگ عالم مولانا محمد زکریا (پشاور) نے فرمایا کہ اگر احمد رضا نہ ہوتا تو ہندوستان سے حنفیت ختم ہو جاتی[1] ___ محدث بریلوی نے اپنی تحقیقات علیہ سے مقلدین کے موقف کی پوری قوت کے ساتھ تائید وحمایت کی۔

اہل حدیث کے بعد اہل قرآن نے ایک قدم اور آگے بڑھایا۔ اہل حدیث نے فقہ سے اپنا رشتہ توڑا اور انھوں نے حدیث سے بھی رشتہ منقطع کر لیا ___ ان کا خیال تھا کہ دینی مسائل کو سمجھنے کے لیے حدیث کی ضرورت نہیں قرآن کافی ہے۔ اس تحریک کے اولین داعی مولوی عبداللہ چکڑالوی تھے۔ انہوں نے قرآن کریم اور عمل متواتر کی پابندی لازمی قرار دی پھر ان کے بعد مولوی اسلم جیراجپوری اور غلام احمد پرویز آئے جنہوں نے مزید اختراعات کیں ___ مولوی عبداللہ، محدث بریلوی کے معاصر تھے، محدث بریلوی نے اپنی تحقیقات اور نگارشات میں ان کے افکار وعقائد کا جائزہ لیا ہے ___

سرسید احمد خاں[2] بھی محدث بریلوی کے معاصرین میں تھے۔ بنیادی طور پر یہ مقلد تھے مگر پھر ان کے فکر وخیال میں بہت تبدیلیاں آگئیں اور انھوں نے جو افکار وخیالات پیش کیے جن سے نہ صرف علمائے بریلی بلکہ علمائے دیوبند نے بھی اختلاف کیا ___ سرسید نے تفسیر القرآن کے ذریعہ جدید مغربی افکار کو آیات سے تطبیق دینے کی کوشش کی، انھوں نے ایک نظام تعلیم کے ذریعے مسلمانوں میں دینی اور دنیوی شعور پیدا کرنے کی سعی کی، انھوں نے مغربی تہذیب وتمدن کو اپنانے کے لیے مسلمانوں کو ترغیب دی ___ محدث بریلوی ان کے اس

---

[1] بروایت مولانا محمد امیر احمد شاہ گیلانی، صاحب انوار غوثیہ شرح شمائل ترمذی شریف (پشاور)

[2] ابو الحسن علی ندوی: نزہۃ الخواطر ج ۸، ص ۳۰

طرزِ عمل کو اسلام اور مسلمانوں کے لیے مضر سمجھتے تھے۔ چنانچہ آخری ایام میں سرسید بھی اپنی مساعی سے مطمئن نہ تھے بلکہ مایوس تھے ____ محدث بریلوی کے خیال میں علی گڑھ تحریک سے ملت اسلامیہ میں مضر اثرات پیدا ہو رہے تھے ان کو رفع کرنے کے لیے محدث بریلوی نے متعدد رسائل لکھے مثلاً

(۱) لمعۃ الضحی فی اعفاء اللحی (۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء)

(۲) تمہید ایمان بآیات قرآن (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء)

(۳) صمصام حدید (۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء)

مولانا شبلی نعمانی، سرسید احمد خان کے ساتھیوں میں تھے لیکن انھوں نے علی گڑھ کالج میں یہ کمی محسوس کی کہ وہاں علوم جدیدہ کی طرف توجہ ہے اور علوم قدیمہ کو نظر انداز کیا جا رہا ہے، چنانچہ انھوں نے لکھنؤ میں ندوۃ العلماء کے نام سے ایک نئی درس گاہ قائم کی ____ محدث بریلوی ندوۃ العلماء کے اجلاس منعقدہ ۱۸۹۴ء میں شریک ہوئے اور نصاب کمیٹی کے ممبر بھی نامزد کیے گئے[1] ____ مگر بعد میں جب ندوۃ العلماء میں ہر مکتب فکر کے علماء شریک ہونے لگے اور اہل ندوہ امداد و اعانت کے لیے انگریزوں اور انگریزی حکومت سے رجوع کرنے لگے تو محدث بریلوی علیحدہ ہو گئے۔ ان کے خیال میں کسی ادارے کے قیام اور استحکام کے لیے اتحاد فکر لازمی شرط ہے، مختلف الخیال لوگوں کے اجتماع سے زیادہ مفید نتائج نہیں نکل سکتے ____ بہرحال ندوۃ العلماء نے تاریخ و سیر اور ادبیات کے ماہرین تو پیدا کیے مگر مذہبی مسائل کے محقق اور فلسفی و منطقی پیدا نہیں کیے ____ محدث بریلوی نے ندوہ کے طرزِ عمل سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے

---

[1] محمد الحسنی: سیرت محمد علی مونگیری، مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۶۴ء، ص ۸۷-۸۸

تحقیقی رسائل لکھے مثلاً

① فتاویٰ الحرمین (۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء)

② فتاویٰ القدوہ (۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء)

③ سیوف الغنوہ علی ذمائم الندوہ

④ نال الابرار و آلام الاشرار (۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء)

⑤ سوالات علماء و جوابات ندوۃ العلماء

محدث بریلوی کے عہد میں احمدی جماعت بھی وجود میں آئی۔ اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی تھے جو ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۵ء میں محدث بریلوی کی ولادت سے تقریباً بیس سال قبل قادیان (مشرقی پنجاب۔ بھارت) میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ۱۸۸۲ء میں اپنی دعوت کا آغاز کیا۔ عرصہ دراز بعد ۱۸۹۱ء میں پہلے پہل حکیم نورالدین نے بیعت کی اس طرح یہ سلسلہ چل نکلا اور غیر منقسم ہندوستان ایک نئے فتنے سے دوچار ہوا۔ مرزا نے انگریزوں کی حمایت پر بڑا زور دیا اور جہاد کا جذبہ مٹایا۔ اعلانِ نبوت سے انگریز اور ہندو دونوں خوش تھے۔ انگریز اس لیے کہ ہندوستان میں ایسے وقت ان کا حامی و مددگار پیدا ہوا جب ان کو اس کی سخت ضرورت تھی اور ہندو اس لیے کہ مکۂ معظمہ کے بجائے قادیان دین کا مرکز ٹھہرا، کیوں کہ ان کو یہ شکایت تھی کہ مسلمان رہتے ہندوستان میں ہیں اور بات مکہ مکرمہ کی کرتے ہیں۔

محدث بریلوی نے اس نئے فتنے کی طرف فوری توجہ دی متعدد فتوے صادر کر کے ان کی تکفیر کی اور مندرجہ ذیل رسائل میں اُن کے افکار و خیالات پر محققانہ تنقید کی اور تعاقب کیا۔

① الصارم الربانی علی اسراف القادیانی (۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء)

② جزاء اللہ عدوہ بآبائہ ختم النبوۃ (۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء)

③ السوء والعقاب علی المسیح الکذاب (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء)

④ قہر الدیان علی مرتد بقادیان (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء)

⑤ المبین ختم النبیین (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء)

محدث بریلوی کی انہیں مساعی کے پیشِ نظر مولوی محمد ضیاء الدین نے مسدس توضیح میں یہ شعر کہا ہے ؎

وہ احمد رضا زمانے میں یکتا

اسی سے دبا قادیانی کا فتنہ[1]

محدث بریلوی نے مختلف تحریکات سے اثرات قبول کرنے کے بجائے ان کو متاثر کیا اور رفتہ رفتہ عملاً ان کے طرزِ عمل میں نمایاں فرق نظر آنے لگا۔ مثلاً

① جو صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت پر زور دیتے تھے اور عشق و محبت کی بات نہ کرتے تھے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ملتِ اسلامیہ کی جان سمجھنے لگے ــــــ

② جو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل کے سخت خلاف تھے خصوصاً ۱۲ ربیع الاول کو اور اس کو بدعت خیال کرتے تھے وہ ان محافل میں شریک ہونے لگے اور سیرۃ النبی کے نام سے خود بھی مجالس منعقد کرنے لگے۔

---

[1] تحفہ حنفیہ (پٹنہ) شمارہ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء ص ۳۷

③ جو اولیاء اللہ کے اعراس کے خلاف تھے خصوصاً ان کے وصال کے دن، وہ اعراس میں شرکت کرنے لگے اور سالانہ اجتماع کے نام سے اپنے اکابر کا عرس کرنے لگے۔

④ جو ایصالِ ثواب اور قرآن خوانی کو بدعت خیال کرتے تھے وہ اب قرآن خوانی کرنے لگے۔

⑤ جو اعراس اور فاتحہ کے کھانے کو ناجائز تصور کرتے تھے اب وہ کھانے لگے۔

⑥ جو ہندو مسلم اتحاد کے خلاف محدث بریلوی کی مزاحمت کو اچھی نظر سے نہ دیکھتے تھے وہ بعد میں محدث بریلوی کے ہم نوا اور ہم خیال ہو گئے۔

اسی طرح اور بہت سے امور ہیں جہاں محدث بریلوی کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔

مسلمانِ ہند پر محدث بریلوی نے جو اثرات مرتب کیے ہیں وہ نظرانداز کرنے کے قابل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کولمبیا یونیورسٹی (امریکہ) کے شعبہ تاریخ کی ایک فاضلہ اوشا سانیال محدث بریلوی اور ان کے ہم مسلک علماء کی خدمات اور اثرات پر ڈاکٹریٹ کے لیے ایک تحقیقی مقالہ لکھنے کی تجویز رکھتے ہوئے لکھتی ہیں:۔

I propose to undertake a historical study of Bareilvis and Ahl-e-Sunnat movement, which has exerted a strong influence on Muslims in sub-continent since late 19th Century. [۱]

---

[۱] Usha Sanyal: A History of Bareilvi movement in British India 1900-1947 (Proposal, P.1, Submitted to the University of Columbia, U.S.A)

۴
سیاسی تحریکات

انگریز پاک و ہند میں تاجرانہ حیثیت سے آئے مگر پھر سیاسی حالات سے فائدہ اٹھا کر ملکی سیاست میں دخیل ہو گئے اور رفتہ رفتہ پاک و ہند پر قابض ہو گئے۔ اہل وطن نے انگریز کے اقتدار کو دل سے قبول نہ کیا تھا۔ اندر ہی اندر آگ سلگ رہی تھی جو اچانک ۱۸۵۷ء میں ایک انقلابی حادثے سے بھڑک اٹھی۔ فوج سے شروع ہوئی اور عوام میں پھیل گئی۔ ۱۸۵۷ء پاک و ہند کی تاریخ کا اہم سال تھا، بدیسی اقتدار کو ختم کرنے کے لیے آزادی کی آخری جنگ لڑی گئی جس میں اہل وطن کو شکست ہوئی اور انگریز حاکموں نے محبان وطن کو جس ظلم و ستم کا نشانہ بنایا تاریخ میں اس کی مثال کم ملے گی۔ اس شکست نے زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کیا مگر عوام کا جذبہ حریت پامال نہ ہو سکا اور یہ دبی ہوئی چنگاری کچھ عرصے کے بعد پھر بھڑک اٹھی۔

انقلاب ۱۸۵۷ء کے تقریباً ۲۵ سال بعد جب کہ انگریزوں کا قہر ذرا دھیما پڑا، وائسرائے ہند لارڈ ڈفرن کے ایماء پر انڈین نیشنل کانگریس کا قیام عمل میں آیا۔ اس وقت محدث بریلوی کی عمر تقریباً ۲۸ سال ہوگی۔ کانگریس کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ ہندوستانیوں کے مطالبات اجتماعی طور پر حکومت برطانیہ کے سامنے پیش کیے جا سکیں۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ اس میں شریک تھے، مسلمانوں کی شرکت کے بارے میں علماء سے فتویٰ لیا گیا تو بعض علماء

نے مسلمانوں کی شرکت کے جواز کا فتویٰ دیا۔ مثلاً مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمود حسن دیوبندی نے ۱۸۸۸ء میں اسی قسم کا فتویٰ دیا[1]۔ لیکن جب محدث بریلوی سے فتویٰ دیا گیا تو انھوں نے مسلمانوں کی شرکت کو ایسے شرائط کے ساتھ مشروط کر دیا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بڑی سیاسی بصیرت کے مالک تھے اور آنے والے خطرات کو محسوس کر رہے تھے۔ انھوں نے یہ فتویٰ دیا:۔

مسلمانوں کے اہل تدبیر و رائے منیر بہ نظر غامق و بار یک بیں وانجام شناس و دقت گزیں خوب تنقیح تمام کر لیں کہ اس سے حالاً یا مآلاً اسلام و مسلمین پر کوئی ضرر عائد نہیں[2]۔

محدث بریلوی نے کانگریس میں مسلمانوں کی شمولیت سے خطرات محسوس کرتے ہوئے ۱۸۸۵ء میں جماعت رضائے مصطفےٰ کے نام سے ایک تنظیم کی تشکیل کی[3] جس نے بعض اہم کام کیے۔ اس کا بنیادی مقصد مسلمانوں کی تنظیم واصلاح تھا۔ ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء میں نظارۃ المعارف کے نام سے ایک تنظیم قائم ہوئی جس کے سرپرست مولوی محمود حسن، حکیم اجمل خاں اور نواب وقار الملک وغیرہ تھے۔ مولانا عبید اللہ سندھی اس کے روح رواں تھے وہ جمعیۃ الانصار کے ناظم بھی تھے۔

---

[1] نصرۃ الابرار، مطبوعہ لاہور، ص ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۲۴، ۲۶

[2] نصرۃ الابرار، مطبوعہ لاہور، ص ۳۰

[3] M. A. Karandikar: Islam in India's Transition to Modernity, Karachi, p.158

نظارۃ المعارف کے قیام کے چند سال بعد ہی ۱۹۰۵ء میں تحریک ریشمی رومال کا آغاز ہوا جس کا مقصد شمال مغربی سرحدات پر گڑبڑ کر کے اور اندرون ملک شورش برپا کر کے بدیسی راج ختم کرنا تھا مگر ۱۹۱۶ء میں یہ سازش پکڑی گئی اور مولوی محمود حسن اور مولوی حسین احمد گرفتار کر لیے گئے۔ تحریک ریشمی رومال کے زمانے میں ۱۹۰۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ اس کا مقصد مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرنا تھا۔ آگے چل کر اس نے بہت اہم کام کیے۔ اسی کی مساعی سے ایک نئی مملکت پاکستان وجود میں آئی۔ مسلم لیگ کے قیام کے چند سال بعد ۱۹۱۲ء میں جنگ طرابلس ہوئی اور طرابلس اٹلی کے قبضے میں چلا گیا۔ پھر جنگ بلقان ہوئی اور ترکوں کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی۔ اس جنگ میں انگریزوں کو پاک و ہند کے لوگوں کے تعاون کی سخت ضرورت تھی انھوں نے سوراجیہ کا اعلان کیا، ہندو مسلمان سب نے اس امید پر تعاون کیا کہ جنگ کے بعد آزادی ملے گی۔ ہندوؤں کے لیڈر مسٹر گاندھی اور مسلمانوں کے لیڈر محمد علی جوہر نے ہندو مسلمانوں کو بھرتی کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس جنگ میں انگلستان، روس اور فرانس، سلطنت عثمانیہ کے خلاف لڑ رہے تھے اس طرح ہندوستانی مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کا خون بہانے کے لیے بھرتی کرایا جا رہا تھا۔ بہر کیف جب ۱۹۱۸ء میں جنگ ختم ہوئی تو انگریز اپنے وعدے سے منحرف ہو گئے اور اعلان آزادی کے بجائے سلطنت عثمانیہ کے حصے بخرے شروع کر دیے جس سے پاک و ہند کے مسلمان بے چین ہو گئے اور ۱۹۱۹ء میں تحریک خلافت کا آغاز ہوا جس کا مقصد سلطنت عثمانیہ کی حمایت و اعانت بتایا گیا۔ اس تحریک میں ہندو لیڈر گاندھی بھی شریک

ہو گئے اور اس تحریک کے قائد بنا دیئے گئے۔ دوسرے ہی سال گاندھی نے ۱۹۲۰ء میں تحریک ترک موالات کا آغاز کر دیا۔ جذبات کا ایسا سیلاب آیا کہ بصیرت و بصارت ماؤف ہو کر رہ گئی۔ سب گاندھی کے اشاروں پر چلنے لگے۔ مولوی محمود حسن اسی زمانے میں قید فرنگ سے آزاد ہوئے تھے۔ انھوں نے جمعیۃ العلماء ہند کے اجلاس منعقدہ دہلی ۱۹۲۰ء کے صدارتی خطبے میں فرمایا کہ انگریزوں سے ترک موالات فرض ہے اور تحفظ خلافت میں ہندوؤں کی شرکت مستحق شکریہ ہے[1]۔ ترک موالات کے ساتھ ہی ساتھ تحریک ہجرت بھی ۱۹۲۰ء میں شروع ہوئی پھر تحریک ترکِ گاؤکشی، تحریک کھدر، تحریک ترکِ حیوانات وغیرہ چلیں۔

محدث بریلوی نے مندرجہ بالا سیاسی حالات و حادثات کا بغور مطالعہ کیا اور متعدد رسائل و فتویٰ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان کے خیال میں تحریک خلافت کا مقصد اسلام کی سرخروئی نہ تھا بلکہ در پردہ آزادیٔ ہند کی جد و جہد کرنا تھا جس میں غالب اکثریت ہندوؤں کی ہوتی اور انھیں اس تحریک کے منافع ملتے۔ چنانچہ تحریک ترک موالات سے محدث بریلوی کے اندیشوں کی تصدیق ہوتی ہے اور تحریک شدھی سنگھٹن (۱۹۲۳ء) میں یہ اندیشے کھل کر سامنے آجاتے ہیں جب کہ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۱ء تک دوستی کا دم بھرنے والوں نے مسلمانوں کو مرتد بنانے اور ہندو تہذیب و تمدن اپنانے پر مجبور کرنے کے لیے ایک ہمہ گیر تحریک چلائی۔

---

[1] محمود حسن: خطبۂ صدارت، مطبوعہ دیوبند، ص ۱۶

محدث بریلوی کے خیال میں موالات ہر کافر سے حرام ہے[1]۔ البتہ معاملت اور لین دین اصل کافر سے جائز ہے[2]۔ محدث بریلوی کے خیال میں ان تمام تحریکوں نے مسلمانوں کو ضعیف اور کمزور کر دیا اور ہندوؤں کو قوی اور طاقت ور۔ وہ لکھتے ہیں :-

دشمن اپنے دشمن کے لیے تین باتیں چاہتا ہے۔

(۱) اول اس کی موت کہ جھگڑا ہی ختم ہو۔

(۲) دوم یہ نہ ہو اس کی جلاوطنی کہ اپنے پاس نہ رہے۔

(۳) سوم یہ بھی نہ ہو سکے تو اخیر درجہ اس کی بے پری کا کہ عاجز بن کر رہے۔

جنگِ عظیم میں مسلمانوں کو دھکیل کر پہلا مقصد حاصل کرنا تھا۔ نیز ہندو مسلم فسادات کے ذریعہ بھی یہ مقصد حاصل کیا جا رہا تھا۔ تحریک ہجرت چلا کر دوسرا مقصد حاصل کرنا تھا، اور تحریک ترک موالات چلا کر تیسرا مقصد حاصل کرنا تھا ـــــ یہی مقاصد تقسیم ہند کے زمانے ۱۹۴۷ء میں حاصل کیے گئے ـــــ کشت و خون کا بازار گرم کیا گیا، مسلمانوں کو ہجرت پر مجبور کیا گیا، جو مسلمان ہندوستان میں رہ گئے ان پر معاشی راہیں مسدود کی گئیں ـــــ ہندو مسلمانوں کی دوستی کو جس تشویش کی نگاہ سے محدث بریلوی نے دیکھا تھا، ڈاکٹر اقبال نے بھی اسی تشویش کی نظر

---

[1] احمد رضا خاں : فتاوی رضویہ مطبوعہ مانڈلا ۱۹۸۱ء ج ۶، ص ۳ - ۱۶

[2] رئیس احمد جعفری : اوراق گم گشتہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء، ص ۲۹۹ بحوالہ احمد رضا خاں : المحجۃ المؤتمنہ

سے دیکھا حالاں کہ وہ ہندو مسلم اتحاد کے اول داعی تھے۔ انھوں نے مندرجہ ذیل خدشات کا اظہار کیا :۔

(۱) قابلِ قبول ہندو مسلم معاہدے کے بغیر محض انگریز دشمنی کی بنا پر قومیت متحدہ کی تعمیر ممکن نہ تھی۔

(۲) یہ خدشہ بھی تھا کہ ایسے اشتراک اور مسلمانوں کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھا کر قومیت متحدہ کے داعی ان کی علیحدہ ملی حیثیت کو ختم کر دیں[1]

جس خدشے کا اظہار اقبال نے بہت بعد میں کیا محدث بریلوی ان خدشات کی طرف ملت اسلامیہ کو بہت پہلے متوجہ کر رہے تھے اور بلا خوف لومۃ لائم اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ محدث بریلوی کا خیال تھا کہ ساری اقوام مسلمانوں کی دشمن ہیں خواہ وہ انگریز ہوں، خواہ یہودی، خواہ کفار و مشرکین، خواہ ستارہ پرست و آتش پرست[2]

محدث بریلوی قومی تعمیر کے حق میں تھے اور اس کے لیے انھوں نے جو نہج متعین کی تھی ان کے بعد ان کے صاحبزادگان، خلفاء، تلامذہ اور متبعین نے اسی پر چل کر ملت اسلامیہ کی رہنمائی کی، ۱۹۴۰ء کے بعد سنی جمیعۃ العلماء نے پاکستان کی حمایت کی، ۱۹۴۶ء میں بنارس کانفرنس میں پاکستان کی حمایت میں متفقہ قرارداد منظور کی اور بالآخر مسلم لیگ کی مثالی کوشش، علماء کی حمایت و تائید سے پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔

---

[1] جاوید اقبال : زندہ رود، مطبوعہ لاہور، ج ۲، ص ۲۴۸

[2] محمد مصطفٰے رضا خاں : الطاری الداری، مطبوعہ بریلی، ج ۳، ص ۹۹

(۵)

اہم مشاغل علمیہ

یوں تو محدّث بریلوی کے مشاغل علمیہ بکثرت تھے مگر انھوں نے خود بطورِ خاص مندرجہ ذیل تین مشاغل کا ذکر کیا ہے :۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و تائید۔
(۲) مبتدعین کی اصلاح اور بدعات کا استیصال۔
(۳) مذہب حنفیہ کے مطابق فتووں کا اجراء[۱]

(۱)

محدّث بریلوی نے مسلمانوں کے دل میں عظمت مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نقش جمایا اس کے لیے انھوں نے نظم و نثر دونوں کا سہارا لیا۔ ان کی نگارشات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اس طرح سرایت کیا ہوا ہے، جیسے بدن میں روح ـــــ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بڑے کامیاب قصائد لکھے اور مرصّع نعتیں کہیں ـــــ وہ ایک عاشق رسول کی حیثیت سے جانے پہچانے جانے لگے ـــــ انھوں نے عظمت مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی تحریک کا منشور قرار دیا اور اپنی ساری

---

[۱] احمد رضا خاں: الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیہ (۱۳۲۴ھ) مشمولہ رسائل رضویہ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ج ۱، ص ۳۰

توانائیاں اسی پر صرف کر دیں ـــــ انھوں نے اپنے تحقیقی مقالات و رسائل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف کمالات کو اجاگر کیا۔ مثلاً یہ رسائل :-

(۱) سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ (۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء)

(۲) ہدی الحیران فی نفی الفیٔ عن شمس الاکوان (۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء)

(۳) الامن والعلی لناعتی المصطفیٰ (۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء)

(۴) بیین الہدیٰ فی نفی الامکان مثل المصطفیٰ (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)

(۵) تمہید ایمان بآیات قرآن (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء)

محدث بریلوی نے نہ صرف تحریر بلکہ تقریر کے ذریعہ بھی عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجاگر کیا۔ وہ تقریر پر بھی ایسا ہی ملکہ رکھتے تھے جیسا کہ تحریر پر۔ بدایوں میں انھوں نے سورۃ الضحیٰ پر کامل چھ گھنٹے تقریر فرمائی[۱] کہ اس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس کا بیان ہے۔ پھر اسی صورت کی جب تفسیر لکھنے بیٹھے تو چند آیات کی تفسیر ۸۰ جزء تک جا پہنچی ـــــ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلیں خود منعقد کرتے اور دوسری محافل میں شریک ہوتے ـــــ وہ ایسی محافل میں ادباً دو زانو بیٹھتے اور بیک وقت چار چار گھنٹے تقریر فرماتے[۲]

(۲)

محدث بریلوی کا دوسرا اشتغال بدعات کا استیصال تحفظ شریعت

---

[۱] محمد ظفر الدین رضوی، حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، ج ۱، ص ۱۵، ۹۴، ۱۸۲، ۱۸۷، ۲۸

[۲] احمد رضا خان، مقال عرفا باعزاز شرع و علما، (۱۳۲۷ھ/۱۹۱۰ء) مطبوعہ دہلی، ص ۲-۳

کے خلاف معاشرے میں رائج ہو گئی تھیں۔ ان کے نزدیک شریعت کے علاوہ تمام راہیں مردود اور باطل ہیں ــــــ وہ لکھتے ہیں:۔

یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے ــــــ شریعت ہی مدار ہے شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس ، ایک ایک پل ، ایک ایک لمحے پر مرتے دم تک ہے ــــــ شریعت عمارت ہے ، اس کا اعتقاد بنیاد اور عمل چنائی ہے[1]

محدث بریلوی نے مروجہ بدعات پر قرآن و حدیث کی روشنی میں نظر ڈالی جو بدعات مخالف شریعت نظر آئیں ان کی شدت سے مخالفت کی بلکہ ان کے خلاف تحقیقی مقالات پیش کیے اور رسائل لکھے ــــــ سید عبد الحیٔ ندوی لکھتے ہیں:۔

انھوں نے حرمت سجدۂ تعظیمی پر ایک جامع رسالہ الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیہ لکھا جو ان کی غزارت علم اور قوت استدلال پر گواہ ہے۔ اسی طرح آلات موسیقی کے ساتھ قوالی اور تعزیہ کی حرمت پر بھی رسائل لکھے[2]

محدث بریلوی نے بدعات کے خلاف بکثرت رسائل لکھے مثلاً ایک رسالہ تصویر کی حرمت پر لکھا[3]

---

[1] احمد رضا خاں : مقال عرفاء باعزاز شرع و علماء (۱۳۲۷ھ/۱۹۱۰ء) مطبوعہ دہلی ، ص ۔ ۳ ، ۴ ، ۸ ۔

[2] ابو الحسن علی ندوی : نزہتہ الخواطر ج ۸ ، ص ۴۴

[3] احمد رضا خاں : عطایا القدیر فی حکم التصویر مطبوعہ بریلی ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء)

ایک رسالہ براق کی تصاویر لگانے کی حرمت پر لکھا[1] ـــــ ایک رسالہ غمی میں کھانے وغیرہ کے اہتمام سے ورثاء پر بوجھ ڈالنے کی ممانعت پر لکھا[2] ـــــ ایک رسالہ مقابر پر عورتوں کی حاضری کی حرمت پر لکھا[3] ـــــ ایک رسالہ مقابر پر بے فائدہ چراغاں کے خلاف لکھا[4] ـــــ ایک رسالہ آلاتِ موسیقی کے ساتھ قوالی کی ممانعت پر لکھا[5]

معاشرے میں رہتے ہوئے دوسری اقوام و مذاہب کے اثرات ضرور پڑتے ہیں چنانچہ ہندوستان کے ہندوؤں اور پھر انگریز حاکموں سے مسلمانوں نے بہت سے اثرات قبول کیے ـــــ محدث بریلوی نے تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کے زمانے میں ہندو مسلم موالات کی جو مخالفت فرمائی اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ اس اختلاط سے وہ کفار و مشرکین کے رسم و رواج اپنانے لگے اور اس حد تک آگے چلے گئے جس

---

[1] احمد رضا خاں، شفاء الوالہ فی صور الحبیب ومزارہ ونعالہ (۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء) مطبوعہ بریلی

[2] احمد رضا خاں، جلی الصوت لنھی الدعوت امام الموت (۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء) مطبوعہ بریلی

[3] احمد رضا خاں، جمل النور فی نھی النساء عن زیارۃ القبور (۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء) مطبوعہ بریلی

[4] احمد رضا خاں، ابریق المنار بشموع المزار (۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۲ء) مطبوعہ لاہور

[5] احمد رضا خاں، اجلی التحبیر فی حکم السماع والمزامیر (۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء)

نوٹ: فاضل بریلوی نے ردِّ بدعات میں جو سعی فرمائی اس پر دو مستقل کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

① پروفیسر محمد فاروق القادری، فاضل بریلوی اور امورِ بدعت، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء

② یٰسین اختر مصباحی، امام احمد رضا [illegible] ردِّ بدعات [illegible] مطبوعہ [illegible]

کا اس زمانے میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا[1] ـــــ اسی طرح جب سر سید احمد خاں نے انگریزی تہذیب و تمدن کے محاسن بیان کئے اور مسلمانوں کو اس طرف راغب کیا تو محدث بریلوی نے شدت سے مخالفت فرمائی۔ محدث بریلوی نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان اپنی انفرادی اور قومی وحدت کو کھو کر انگریز یا ہندو کے رسم و رواج اور تہذیب و تمدن اپنائیں[2] ـــــ الغرض محدث بریلوی نے پوری شدت اور قوت کے ساتھ بدعات کا استیصال کیا اور احیاءِ دینِ متین اور احیاءِ سنّت کا اہم فریضہ ادا کیا اسی لیے علماء عرب و عجم نے ان کو 'مجدد' کے لقب سے یاد کیا ہے۔ ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۰ء میں پٹنہ (بھارت) میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں پاک و ہند کے سینکڑوں علماء جمع ہوئے اس جلسے میں محدث بریلوی کو ان سے بزرگ علماء کی موجودگی میں 'مجدد' کے لقب سے یاد کیا گیا[3] ـــــ اسی

---

[1] تفصیلی حالات کے لیے مندرجہ ذیل کتابیں ملاحظہ کریں:۔

(۱) سلیمان اشرف بہاری: الرشاد، مطبوعہ علی گڑھ ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء

(۲) محمد جمیل الرحمٰن قادری: تحقیقات قادریہ، مطبوعہ بریلی ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء

(۳) محمد مسعود احمد: تحریک آزادیٔ ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

[2] Syed Jamaluddin: The Bareilvis and the Khilafat Movement.

Mushirul Hasan: Communal and Pan-Islamic Trends in Colonial India, Delhi, 1981

[3] عبدالوحید قاضی: دربارِ حق و ہدایت، مطبوعہ پٹنہ

طرح علماء سندھ میں شیخ ہدایت اللہ بن محمود بن محمد سعید السندی البکری مہاجر مدنی نے محدث بریلوی کی عربی کتاب 'الدولۃ المکیہ' پر تقریظ لکھی تو اس میں تحریر فرمایا:۔

مجدد المأۃ الحاضرۃ مؤیدۃ الملۃ الطاہرۃ[1]

علمائے عرب میں مندرجہ ذیل حضرات نے فاضل بریلوی کو 'مجدد' کے لقب سے یاد کیا ہے:۔

(۱) سید اسمٰعیل بن خلیل، حافظ کتب الحرم، مکہ معظمہ[2]

(۲) شیخ موسیٰ علی شامی ازہری[3]

(۳)

محدث بریلوی کا تیسرا مشغلہ فتویٰ نویسی تھا۔ اس فن میں انھوں نے وہ کمال حاصل کیا تھا کہ تمام معاصرین پر سبقت لے گئے، سید عبد الحئی ندوی لکھتے ہیں:۔

فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر ان کو جو عبور حاصل ہے اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے[4]

---

[1] پروفیسر محمد مسعود احمد: امام احمد رضا خاں اور عالم اسلام، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء، ص ۱۱۹ - ۱۲۶

[2] احمد رضا خاں: حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور، ص ۱۴۱ - ۱۴۲

[3] احمد رضا خاں: الفیوضات المکیہ لمحب الدولۃ المکیہ، مطبوعہ کراچی، ص ۴۶۲

[4] ابو الحسن علی ندوی: نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۴۱

محدث بریلوی نے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء کو فتویٰ لکھنا شروع کیا اور صفر ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء تک برابر ۵۰ سال فتوے لکھتے رہے ان کے پاس برِ اعظم ایشیا، افریقہ، امریکہ وغیرہ سے بکثرت فتوے آتے تھے، ایک ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جایا کرتے تھے[1] ___ جس زبان میں سوال کیا جاتا اسی زبان میں جواب ارسال کیا جاتا حتیٰ کہ انگریزی سوالات کے جوابات انگریزی میں ترجمہ کرا کے بھیجے جاتے[2] ___ اس طرح فتاویٰ رضویہ میں اردو، فارسی، عربی اور انگریزی چاروں زبانوں میں فتوے ملتے ہیں۔ ہندوستان کے مشہور قانون داں پروفیسر ڈی۔ الیف ملّا نے فتاویٰ عالمگیری اور فتاویٰ رضویہ کو ہندوستان کے دو فقہی شاہکار قرار دیئے ہیں[3] ___ اور ڈاکٹر محمد اقبال، جنہوں نے فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کیا تھا، یہ اظہار خیال کیا ہے:۔

> وہ بے حد ذہین اور باریک بین عالمِ دین تھے۔ فقہی بصیرت میں ان کا مقام بہت بلند تھا، ان کے فتاویٰ کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور اور پاک و ہند کے نابغۂ روزگار فقیہہ تھے[4]

---

[1] احمد رضا خاں: فتاویٰ رضویہ مطبوعہ مبارک پور، ج ۳، ص ۴۳

[2] احمد رضا خاں: فتاویٰ رضویہ مطبوعہ مانڈہ ۱۹۸۱ء ج ۶، ص ۴۹۸ - ۵۰۱

[3] نور احمد قادری: مقالہ مطبوعہ کراچی ۱۹۸۱ء، ص ۱۳

[4] عبد النبی کوکب: مقالاتِ یومِ رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء ج ۳، ص ۱۰
(بروایت ڈاکٹر عابد احمد علی مرحوم مہتمم بیت القرآن - لاہور)

فقہ حنفی میں مہارت کی وجہ سے فاضل بریلوی کی معاصر عدالتہائے عالیہ کے جج بھی اُلجھے ہوئے مقدمات کے فیصلوں کے لیے آپ کی طرف رجوع کرتے تھے چنانچہ عدالتِ عالیہ (بھاول پور) کے جج جسٹس محمد دین نے مناسخہ کا ایک فتویٰ جس پر کئی مفتی اظہارِ خیال کر چکے تھے آخری فیصلے کے لیے محدث بریلوی کو ارسال کیا اور محدث بریلوی نے اس کا محققانہ اور مفصل جواب ارسال کیا[1] ــــ محدث بریلوی کے فتووں کی بارہ جلدیں مرتب ہوئیں جس کا انھوں نے خود ذکر کیا ہے[2] ــــ تفصیل آگے آتی ہے ــــ فتاویٰ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محدث بریلوی نے فنون حدیث و فقہ کے ضمن میں مختلف علوم معقولہ و منقولہ کا ذکر کیا ہے جس سے ان کی ہمہ گیر مہارت کا اندازہ ہوتا ہے مثلاً مندرجہ ذیل رسائل جو فن فقہ سے متعلق ہیں، ریاضیات، طبیعات، ارضیات، صوتیات وغیرہ پر تحقیقی مقالات معلوم ہوتے ہیں۔

(۱) النّمیر فی الماء المستدیر[3]

(۲) ہبۃ الساحر فی میاہ لا یستوی وجھاہ وجوفھا فی المساحۃ[4]

(۳) الدقّۃ والتبیان لعلم الرقّۃ والسیلان[5]

---

[1] احمد رضا خاں: فتاویٰ رضویہ، ج ۱۱، ص ۱۹۰ ـ ۲۶۰

[2] سند اجازت دار العلوم منظر اسلام (بریلی) بنام مولوی عبد الواحد رضوی مورخہ ۲ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

[3] احمد رضا خاں: فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۳۲۱ ـ ۳۳۰

[4] ایضاً، ج ۱، ص ۳۳۴ ـ ۳۷۱

[5] ایضاً، ج ۱، ص ۳۸۴ ـ ۳۹۹

④ المطر السعید علی بنت جنس الصعید[1]

⑤ البیان شافیا لفونوغرافیا[2]

⑥ سمع الندا فیما یورث العجز عن الماء[3]

⑦ النور والنورق لاسفار ماء مطلق[4]

حقیقت یہ ہے کہ فتویٰ رضویہ کی نظیر نہیں، لیڈن یونیورسٹی ہالینڈ کے علوم اسلامیہ کے پروفیسر ڈاکٹر جے۔ ایم۔ ایس۔ اے بلیان نے جب فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کیا تو وہ حیران رہ گئے۔ بین الاقوامی سطح پر پڑھے جانے والے اپنے مقالات میں وہ فتاویٰ رضویہ سے حوالے پیش کرتے ہیں، پروفیسر مجید اللہ قادری نے فتاویٰ رضویہ کا موضوعاتی جائزہ پیش کیا ہے۔ اس فتاویٰ میں احادیث سے اتنے شواہد پیش کیے گئے کہ جب علامہ محمد ظفر الدین رضوی نے صحیح البہاری کے نام سے یہ احادیث جمع کیں تو چھ جلدوں میں آئیں، دوسری جلد حیدرآباد سندھ سے چھپ چکی ہے جو ۱۶۰ صفحات پر مشتمل ہے ——— فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے محدث بریلوی کی فقاہت پر کام بھی ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر حسن رضا خاں اعظمی نے پٹنہ یونیورسٹی پٹنہ سے محدث بریلوی کی فقاہت پر ڈاکٹریٹ کیا ہے ——— علامہ مفتی محمد مکرم احمد نے فتاویٰ رشیدیہ اور فتاویٰ رضویہ کا عادلانہ اور فاضلانہ جائزہ پیش کیا ہے۔ ان کا مقالہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے شائع کر دیا ہے۔

---

[1] احمد رضا خاں: فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۳۲۱ - ۳۳۰

[2] احمد رضا خاں: البیان شافیا لفونوغرافیا، مطبوعہ لاہور

[3] احمد رضا خاں: فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۶۱۱ - ۶۵۹

[4] ایضاً، ج ۱، ص ۴۰۷ - ۵۵۳

کا

تقابلی مطالعہ

حضرت علامہ مفتی محمد مکرم احمد نقشبندی مجددی شاہی امام وخطیب

مسجد جامع فتحپوری دہلی

نبیرۂ شیخ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی پاکستان

۶

اہم خصوصیات

محدث بریلوی پہلودار شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی شخصیت کے بہت سے پہلو ہیں جن کا اس مختصر مقالے میں بیان کرنا ممکن نہیں، چنانچہ چند خصوصیات و امتیازات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

عبقریت

متعدد اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ محدث بریلوی ایک عبقری تھے[1] ان کی عبقریت کی علامات بچپن ہی سے نظر آنے لگی تھیں، جو استاد پڑھاتا اسی وقت ازبر یاد ہو جاتا جس پر خود استاد کو حیرت ہوتی[2] — علوم عقلیہ کی تحصیل سے اس وقت فارغ ہوئے جب وہ ابھی ۱۴ سال کے بھی نہ ہوئے تھے[3] — بعض علوم و فنون انھوں نے اساتذہ سے حاصل

---

[1] (ا) محمد مقبول احمد قادری: پیغامات یوم رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء، ص ۲۵ (پیغام ڈاکٹر سید محمد عبداللہ، صدر شعبہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور)
(ب) ڈاکٹر نصیر احمد ناصر (وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور)، خیابان رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء، ص ۱۱۵ (مرتبہ محمد مرید احمد چشتی)

[2] محمد ظفر الدین رضوی: حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، ج ۱، ص ۳۲

[3] احمد رضا خاں: الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیہ مشمولہ رسائل رضویہ ج ۲ مطبوعہ لاہور ص ۳۰۲ - ۳۰۹

کئے اور بعض اپنی خداداد لیاقت سے حاصل کیے[1] .... یہی نہیں بلکہ ہر علم وفن میں تصانیف یادگار چھوڑیں .... دس برس کی عمر میں عربی میں پہلی کتاب لکھی پھر ۱۳ برس کی عمر میں دوسری کتاب لکھی[2] پھر لکھتے ہی چلے گئے اور ۵۰ علوم وفنون میں ہزار سے زیادہ تصانیف یادگار چھوڑیں[3]

قوتِ حافظہ کا یہ عالم کہ ایک ماہ کے اندر اندر پورا قرآن کریم حفظ کر لیا[4] .... دارالافتاء میں بیک وقت چار چار خطوط اور فتوے املا کراتے، کاتب لکھتے جاتے، سب کے مضامین الگ الگ، سب کے دلائل الگ الگ، سب کے ماخذ الگ الگ مگر کسی ایک کا تسلسل نہ ٹوٹتا اور سرعتِ فکر کا یہ عالم کہ چاروں کاتب فارغ نہ ہونے۔ پانچویں ورق کے لیے املا تیار ہوتا[5] .... انتقال سے چند ماہ قبل پہاڑی مقام بھوالی (ضلع نینی تال، یو پی بھارت) پر قیام تھا، کتابیں پاس نہ تھیں مگر پھر بھی رسائل بھی لکھے اور فتاویٰ بھی جن میں اصل کتابوں کے متون مع حوالے تحریر فرمائے .... فلسفہ وہیأۃ اور فلکیات کو چھوڑے ہوئے چالیس سال گزر چکے تھے مگر جب امریکی ہیأت داں پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کی تحقیق سامنے رکھی تو اُس کا اس شان سے

---

[1] احمد رضا خاں، الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیۃ، مشمولہ رسائل رضویہ، ج ۲ مطبوعہ لاہور، ص ۳۰۳ - ۳۰۶

[2] محمد ظفر الدین رضوی؛ المجمل المعدد لتالیفات المجدد، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۷ء، ص ۶

[3] انجاز ولی خاں مفتی؛ ضمیمہ المعتقد المنتقد، مطبوعہ لاہور، ص ۲۶۶

[4] محمد ظفر الدین رضوی؛ حیاتِ اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، ج ۱، ص ۳۶

[5] ایضاً، ص ۳۷

رذ لکھا گویا ساری عمر اسی فن میں گزاری ہے[1] ـــــ ریاضی میں مہارت کا
یہ عالم کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر جو ایک ماہر ریاضی داں تھے
جب ایک ریاضی کے مسئلے میں الجھے، اس کو حل کرنے جرمنی جانا چاہتے
تھے مگر جب محدث بریلوی کی خدمت میں آئے اور یہ مسئلہ پیش کیا تو انھوں
نے دیکھتے ہی دیکھتے یہ مسئلہ حل کر کے ڈاکٹر سر ضیاء الدین (وائس چانسلر) کو حیرت
میں ڈال دیا۔ انھوں نے بے ساختہ فرمایا کہ یہ علم لدنی ہے اور محدث بریلوی
نوبل پرائز کے مستحق ہیں ـــــ یہ واقعہ دو عینی شاہدوں نے نقل کیا ہے
مفتی محمد برہان الحق جبل پوری[2] اور مولانا حسنین رضا خاں[3] ـــــ

ـــــ سیاسیات میں، معاشیات میں، ریاضیات میں، فقہیات میں
اپنے زمانے سے آگے سوچا اور وہ تحقیقات پیش کیں بعد میں جس کی زمانے
نے تصدیق کر دی ـــــ ان کی حیرت انگیز ذہانت و فطانت کو دیکھ کر
بعض دانشوروں نے عبقری قرار دیا اور بعض علماء عرب نے ان کے کلام کو
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرار دیا جو چودھویں صدی ہجری میں ظاہر
ہوا ـــــ چنانچہ شیخ محمد مختار بن عطارد الجاوی (مکہ معظمہ) لکھتے ہیں:۔

بیشک مصنف علام اس زمانے کے علماء محققین کے بادشاہ

۱ـ احمد رضا خاں: معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین، مطبوعہ [illegible]

۲ـ محمد برہان الحق جبل پوری: اکرام امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء
ص ۵۸ ـ ۱۰۰

۳ـ حسنین رضا خاں بریلوی: سیرت اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی
ص ۴۲ ـ ۴۳

ہے اور اس کا کلام مبارک حق صریح ہے اور گویا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے جو اس امام کے ہاتھ پر اللہ نے ظاہر فرمایا۔[1]

عربیت

محدث بریلوی ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بچپن کے ماحول نے ان کو عربی زبان و ادب کا شعور بخشا ــــــ وہ ابھی چودہ برس کے بھی نہ ہوئے تھے کہ عربی بولتے تھے اور عربی میں کتابیں لکھتے تھے ــــــ انھوں نے دس برس کی عمر میں عربی میں شرح ہدایۃ النحو لکھی اور تیرہ برس کی عمر میں عربی میں ضوء النہایہ فی اعلام الحمد والھدایہ لکھی۔[2] ــــــ وہ جب پہلی مرتبہ حج کے لیے گئے تو ایک عربی کتاب الجوہرۃ المضیئہ کا خلاصہ اور حواشی تحریر کیے۔ جب دوسری بار حج کے لیے گئے تو عربی میں دو تحقیقی مقالات الدولۃ المکیہ اور کفل الفقیہ الفاہم لکھے جس سے اہل عرب کی نظر میں ان کا وقار بہت بلند ہو گیا حتیٰ کہ انھوں نے محدث بریلوی سے سند حدیث و فقہ لی، بیعت بھی ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کی، چند علماء علمی استفادے کے لیے بریلی بھی آئے جن کے لیے محدث بریلوی نے عربی میں کتابیں لکھیں ــــــ محدث بریلوی کی عربی تصانیف اور حواشی تعلیقات ۲۰۰ سے زیادہ ہیں ــــــ فتاویٰ رضویہ میں سینکڑوں فتوے عربی میں ہیں جس کو دیکھ کر شیخ اسماعیل بن خلیل[3] حافظ

---

[1] احمد رضا خاں: الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ، مطبوعہ کراچی، ص ۳۹

[2] محمد ظفر الدین بہاری: المجمل المعدد، مطبوعہ لاہور ۱۳۲۴ھ، ص ۶

[3] مکتوب بنام احمد رضا خاں محررہ ۱۶، ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

بحوالہ الاجازات المتینہ: مرتبہ حامد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ لاہور

کتب حرم، مکہ معظمہ) اور پروفیسر عبد الفتاح ابو غدہ (شعبہ کلیۃ الشریعہ محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض) حیران رہ گئے[۱]

محدث بریلوی عربی زبان کے ساتھ ساتھ عربی ادب و شاعری پر بھی کمال رکھتے تھے ــــــ عربی زبان میں ان کے بہت سے اشعار، منظومات، قصائد اور قطعات ہیں ــــــ مثلاً کتاب المعتمد المستند فی عقائد ارباب سنۃ المصطفیٰ (مطبوعہ میرٹھ ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء) پر ۱۶ اشعار کا قطعہ ضابطہ لکھا ــــــ ابوالحسین احمد نوری کی تصنیف سراج العوارف فی الوصایا و المعارف (مطبوعہ بدایوں) پر گیارہ اشعار کا ایک قطعہ لکھا ــــــ ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں ایک طویل عربی قصیدہ آمال الابرار (مطبوعہ پٹنہ) لکھا جو ۱۶۰ اشعار پر مشتمل ہے ــــــ ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں ہندوستان کے مشہور محقق قاضی عبدالودود بیرسٹر بانکی پور کے والد قاضی عبد الوحید کا قطعہ تاریخ وفات لکھا[۲] ــــــ ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں مولانا محمد عمر حیدر آبادی کے انتقال پر قطعہ تاریخ لکھا[۳] ــــــ ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء میں پیر عبد الغنی امرتسری کے انتقال پر ۱۰ اشعار پر مشتمل قطعہ تاریخ وفات لکھا[۴] ــــــ فتاویٰ رضویہ میں بھی جا بجا عربی اشعار پھیلے ہوئے ہیں ــــــ فن شاعری میں مہارت

---

[۱] محمد یٰسین اختر مصباحی: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ الٰہ آباد ۱۹۷۷ء، ص ۱۹۴

[۲] تحفہ حنفیہ (پٹنہ) شمارہ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ھ، ص ۴۱

[۳] محمود احمد قادری: تذکرۂ علمائے اہل سنت، مطبوعہ ۱۹۷۱ء، ص ۱۸۷

[۴] الرضا (بریلی) شمارہ محرم ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء، ص ۳

کی وجہ سے اشعار سے متعلق بھی علمی اور فقہی سوالات آتے تھے[1] ــــ انھوں نے عربی قصائد کی اصلاح بھی کی چنانچہ ڈیرہ غازی خاں کے مولانا احمد بخش کے ۱۴۲ اشعار پر مشتمل ایک طویل عربی قصیدے کی اصلاح فرمائی جس کا عکس راقم کے پاس موجود ہے ــــ انھوں نے قصیدہ غوثیہ کا عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا[2] ــــ اور اس کی عربیت پر ایک تحقیقی رسالہ قلم بند کیا[3] ــــ الغرض محدث بریلوی عربی زبان و ادب کے ماہر تھے، علماء عرب نے بھی ان کی عربیت کی تعریف کی ہے، چند تاثرات ملاحظہ ہوں :-

(۱) گویا کہ وہ گوہر ہیں کہ شیریں لفظوں سے بنے، وہی خطبے ہیں کہ نذر بازو سے نہیں ملتے[4] ــــ (شیخ سعید بن محمد مدرس مسجد حرام، مکہ معظمہ)

(۲) جس نے اپنے روشن بیان سے سحبانِ فصیح البیان کو بے زبان کر دیا[5] (شیخ اسعد دھان، مدرس مسجد حرام، مکہ معظمہ)

(۳) رسالہ کیا ہے یہ تو خالص سونے کی ڈلی ہے یا یاقوت و زبرجد اور موتیوں کی لڑیوں کا دانہ ہے[6] ــــ (شیخ احمد محمد جداوی مکہ معظمہ)

---

[1] احمد رضا خاں : فتاویٰ رضویہ، ج ۶، ص ۱۹۳ - ۲۱۱

[2] احمد رضا خاں : قصیدہ غوثیہ مع منظوم ترجمہ (۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء) مطبوعہ لاہور

[3] احمد رضا خاں : الزمزمة القمرية فی الذب عن الخمرية (۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء) مطبوعہ لاہور

[4] احمد رضا خاں : رسائل رضویہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء، ج ۱، ص ۱۶۶

[5] احمد رضا خاں : حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور، ص ۱۷۰

[6] ایضاً، ص ۱۵۶

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی (پنجاب پاکستان) نے اپنے مقالۂ ڈاکٹریٹ (پنجاب یونیورسٹی - لاہور) 'پاک و ہند کی عربی نعتیہ شاعری' میں محدث بریلوی کی عربی نعتیہ شاعری کا تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر حامد علی خاں (مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) نے محدث بریلوی کی عربی شاعری پر مقالہ لکھا ہے[1] مولانا محمود احمد قادری (صوبہ بہار - بھارت) نے فاضل بریلوی کے گیارہ سو[100] سے زیادہ عربی اشعار جمع کیے ہیں ـــــ

محدث بریلوی عربی زبان کے بڑے پُر گو شاعر تھے۔ مدینہ منورہ میں ایک مجلس میں ان کے عربی اشعار پڑھے گئے تو اہلِ عرب حیران رہ گئے ـــ محدث بریلوی کے دو بلند پایہ قصائد محامدِ فضل رسول اور حامدِ فضل رسول 'قصیدتان رائعتان' کے نام سے پاک و ہند سے شائع ہو چکے ہیں۔ پروفیسر محمود حسین بریلوی نے عربی اشعار کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع کیا ہے ــــــ محدث بریلوی کی عربی شاعری پر عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں کام ہوا ہے محدث بریلوی کے ایک بلند پایہ قصیدے آمال الابرار کا اصل مسودہ پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین آرزو کے پاس علی گڑھ میں محفوظ ہے ـــ یہ ایک تاریخی قصیدہ ہے جس پر ایم - فل کیا جا سکتا ہے۔ ـــ مدینہ یونیورسٹی، مدینہ منورہ کے پروفیسر محی الدین الوائی نے اس امر پر حیرت کا اظہار کیا ہے کہ محدث بریلوی ایک عظیم فلسفی اور سائنس داں ہوتے ہوئے بھی عظیم شاعر تھے، انہوں نے اجتماعِ ضدین کو ممکن بنا دیا۔

---

[1] المیزان (بمبئی) امام احمد رضا نمبر، شمارہ مارچ ۱۹۷۶ء، ص ۲۴۵ - ۲۵۴

رقم النشرة (٦٦)

قصيدتان رائعتان

للامام أحمد رضا القادري البريلوي قدس سره العزيز

١٢٧٢ھ ـــــــــ ١٣٤٠ھ

انشدهما عام ١٣٠٠ھ فی مدح العلامة فضل الرسول البدایونی قدس سره ـ تشتملان علی ثلثة عشر وثلث مائة (٣١٣) بیت بعدد اصحاب بدر رضی اللہ تعالی عنهم

عنی بالنشر و التوزیع :

المجمع الاسلامی، بمبارکفور

یطلب من :

المجمع الاسلامی، محمد آباد، ٢٧٦٤٠٣ الهند

جمادی الاولی ١٤٠٩ھ ـــــــــ ینایر ١٩٨٩م

۷

عشقِ رسول

عشقِ رسول محدث بریلوی کی زندگی تھی، وہ ایسے عاشقِ رسول ہوئے
کہ اسی عشق کی بدولت جانے پہچانے جانے لگے۔ ان کا کہنا تھا ؎
ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں ـــــ ان کا اصرار تھا ؎
کیجئے چرچا انھیں کا صبح و شام[1] ـــــ برکلے یونیورسٹی کی ڈاکٹر باربرا
مٹکاف نے محدث بریلوی کے اس پہلو پر بڑا زور دیا ہے اور لکھا ہے
کہ محبت رسول، محبت اولیاء اور محبت مشائخ فاضل بریلوی کا طرۂ امتیاز
تھا ـــــ وہ خود کہتے ہیں میرے دل کے دو ٹکڑے کیے جائیں تو ایک
پر لا الٰہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ لکھا ہو گا[2] ـــــ شیخ غلام محمد
برہان الدین مدنی لکھتے ہیں :-

> انھیں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانوں سے دولت
> ابدی حاصل ہوئی اور انھوں نے اس دولت کو لوگوں میں
> تقسیم فرمایا۔[3]

---

[1] تحفۂ حنفیہ (پٹنہ) شمارہ ۶، جمادی الآخری ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء

[2] Barbara D. Metcalf: Islamic Revival in British India, 1860-1900, pp.300-302.

[3] احمد رضا خاں: الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ مطبوعہ کراچی ص ۱۲۵

محدث بریلوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے مختلف پہلوؤں پر اپنے تحقیقی مقالات اور رسائل پیش کیے جن کا پیچھے ذکر کیا جاچکا ہے۔ ان کی نگارشات میں عشق رسول اس طرح سرایت کیے ہوئے ہے جیسے بدن میں روح رواں دواں ہو ـــــ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بڑی مرصع نعتیں اور بڑے کامیاب قصائد کہے ہیں جن میں ان کا عشق خاموش بولتا معلوم ہوتا ہے[1] ان کا قصیدہ نوریہ مشہور و مقبول ہے جس کا مطلع ہے ؎

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا[2]

یہ قصیدہ آستانہ قادریہ (بدایوں) میں پڑھا گیا تو تین گھنٹے میں ختم ہوا اور مجلس پر ایک کیف کا عالم طاری رہا[3] ـــــ دوسرا قصیدہ معراجیہ بھی بڑے معرکہ کا ہے جس کا مطلع ہے ؎

وہ سرور کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوتے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کیلئے تھے[4]

شعراء کاملین کی ایک محفل میں جب یہ قصیدہ سنایا گیا تو سب نے بیک زبان کہا کہ "یہ قصیدہ کوثر کی دھلی ہوئی زبان میں لکھا گیا ہے" ـــــ اور فاضل

---

[1] احمد رضا خاں: حدائق بخشش، حصہ اول و دوم، مطبوعہ کراچی

[2] احمد رضا خاں: حدائق بخشش، حصہ دوم، ص ۲ - ۶

[3] رئیس بدایونی، چراغ صبح جمال، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء، ص ۶ - ۸

[4] احمد رضا خاں: حدائق بخشش، حصہ اول، ص ۱۰۶ - ۱۱۵

بریلوی کا سلام تو پاک و ہند کے گوشے گوشے میں پڑھا جاتا ہے، جس کا مطلع ہے ؎

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام[۱]

بلکہ اب تو برِ اعظم امریکہ، افریقہ، یورپ وغیرہ میں جہاں پاک و ہند کے لوگ بسے ہوئے ہیں اس کی آواز بازگشت سنائی دیتی ہے ـــــــ نیو کاسل یونیورسٹی کے پروفیسر غیاث الدین نے اس کا بڑا کامیاب انگریزی میں منظوم ترجمہ کیا ہے جو انگلستان سے اسلامک ٹائمز میں قسط وار شائع ہو رہا ہے

سلام رضا ایسا مقبول ہوا کہ اس پر بہت سی تضمینیں لکھی گئیں ـــــ بعض تضمینیں تو پورے سلام پر لکھی گئی ہیں جس کے ڈیڑھ سو سے زیادہ اشعار ہیں۔ اس سلسلے میں سید محفوظ علی صابر القادری، عبد الغنی سالک، سید محمد مرغوب اختر الحامدی اور بشیر حسین ناظم صاحب کی تضمینیں نہایت ہی بلند ہیں۔ علامہ سید حسن میاں مارہروی نے لکھا ہے کہ محدث بریلوی کے ایک ایک شعر پر ڈاکٹریٹ کیا جا سکتا ہے۔ بظاہر یہ مبالغہ معلوم ہوتا ہے مگر جب یہ حقیقت سامنے آئی کہ جامعہ اسلامیہ لاہور کے شیخ الجامعہ مفتی محمد خاں قادری نے سلام رضا کی شرح میں ۵۰۰ صفحات کا ایک ضخیم مقالہ قلمبند فرمایا ہے تو یہ بات یقین سے بہت قریب ہو گئی۔ محدث بریلوی کی نعتیہ شاعری کے مختلف پہلوؤں پر برمنگھم یونیورسٹی (انگلستان) کلکتہ یونیورسٹی (بھارت) عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد دکن، پنجاب یونیورسٹی لاہور، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی وغیرہ میں کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔

---

[۱] احمد رضا خاں، حدائق بخشش، حصہ اول، ص ۱۰۶ - ۱۱۵

امام احمد رضا

اور

عالمی جامعات

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

رضا انٹرنیشنل اکیڈمی
صادق آباد
(اسلامیہ جمہوریہ پاکستان)

۸
اہم نظریات

محدث بریلوی ایک محقق و مصنف بھی تھے اور مفکر و مدبر بھی ـــــ ان کی تصانیف میں مذہبی عقائد و نظریات کے علاوہ معاشی، تعلیمی، سیاسی اور سائنسی نظریات بھی ملتے ہیں جس سے زندگی پر ان کی ہمہ گیر گرفت کا اندازہ ہوتا ہے ـــــ ذیل میں انھیں نظریات کے بارے میں مختصراً عرض کیا جاتا ہے۔

معاشی نظریہ

جہاں تک معاشی نظریات کا تعلق ہے فاضل بریلوی کا خیال تھا کہ محض جذبات سے کام نہیں چلتا بلکہ قومی اور ملکی استحکام کے لیے قوم کی صحیح تربیت، اخلاق و عادات اور عقائد و نظریات کی درستی کے علاوہ معاشی استحکام نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ پاک و ہند کے مسلمانوں کے معاشی حالات کی اصلاح کے لیے ۱۹۱۲ء میں مندرجہ ذیل تاریخی نکات پیش کیے:۔

(۱) ان امور کے علاوہ جن میں حکومت دخل انداز ہے، مسلمان اپنے معاملات باہم فیصلہ کریں تاکہ مقدمہ بازی میں جو کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں پس انداز کر سکیں۔

(۲) بمبئی، کلکتہ، رنگون، مدراس، حیدر آباد (دکن) کے تونگر مسلمان

اپنے بھائیوں کے لیے بینک کھولیں۔

(۳) مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں۔

(۴) علم دین کی ترویج واشاعت کی کوشش کریں[1]

پروفیسر محمد رفیع اللہ صدیقی (ایم۔ایس۔کینیڈا) نے محدث بریلوی کے اس مقالے پر جس میں انھوں نے اپنے معاشی افکار ونظریات پیش کئے ہیں ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کیا ہے جس میں انھوں نے ان نکات پر معاشی نقطۂ نظر سے تفصیلی بحث کی ہے اور ان کی اہمیت وافادیت کو اجاگر کیا ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ اقتصادی نظریات کی ابتداء ۱۹۳۰ء سے ہوتی ہے، مگر محدث بریلوی نے ۱۹۱۲ء میں اپنے معاشی نظریات پیش کر کے سبقت حاصل کی ـــــ آخری نکتے کے بارے میں انھوں نے لکھا ہے کہ بظاہر یہ معاشیات سے متعلق معلوم نہیں ہوتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ دینی تعلیم سے افراد میں غیرت وحمیت اور برادرانہ جذبۂ ہمدردی پیدا ہوتا ہے اور جب تک یہ خوبیاں پیدا نہ ہوں اوّل الذکر نکات پر عمل پیرا ہونا مشکل ہے ـــــ

تعلیمی نظریہ

محدث بریلوی ایک ماہر تعلیم بھی تھے اسی لیے ندوۃ العلماء کی نصاب کمیٹی کے وہ ایک اہم رکن تھے، بعد میں بعض وجوہ کی بنا پر علیحدہ ہو گئے ـــــ وہ خود دار العلوم منظر اسلام کے بانی بھی تھے اور بکثرت طلبہ کو

---

[1] احمد رضا خاں: تدبیر فلاح ونجات واصلاح (کلکتہ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء) مطبوعہ لاہور

انھوں نے پڑھایا تھا، تعلیم و تعلم کے نشیب و فراز سے اچھی طرح باخبر تھے انھوں نے تعلیم و تدریس کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے مقصدیت اوّلیت، صداقت، افادیت، للّٰہیت، اہمیت، حرمت، صحبت، سکینت وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے ——

ملّت کی ترقی اور نشوونما کے لیے تعلیم بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اس لیے نظام تعلیم اور نصاب تعلیم تشکیل و ترتیب دیتے وقت یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ ترقی اور نشوونما کی نہج کیا ہونی چاہیئے۔ نہج کا تعین قومی مزاج، قومی نظریات اور قومی ضرورت کو سامنے رکھ کر کرنا چاہیئے۔ اس سلسلے میں فاضل بریلوی کا موقف یہ ہے :-

(۱) اسلام کی تعلیم کو بنیادی حیثیت حاصل ہونی چاہئے۔ تعلیم کا محور دین اسلام ہونا چاہئے کیوں کہ ملتِ اسلامیہ کے ہر فرد کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ کیا ہے اور اس کا دین کیا ہے ؟

(۲) مقصدیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ تعلیم کا بنیادی مقصد خدا رسی اور رسول شناسی ہونا چاہیئے تاکہ ایک عالم گیر نکھر ابھر کر سامنے آئے۔ سائنس اور مفید علوم عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں مگر حیثیت اشیاء کی معرفت سے زیادہ خالق اشیاء کی معرفت ضروری ہے ——

(۳) مقصدیت کے بعد اوّلیت پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابتدائی سطح پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت کا[ا]

[ا] نظریاتی ممالک میں بچپن ہی سے افراد کی نظریاتی تربیت شروع ہو جاتی ہے مسعود

نقش طالب علم کے دل پر بٹھایا جائے کہ اُس وقت کا بنایا ہوا پتھر کی لکیر ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ساتھ ساتھ آل واصحاب اور اولیاء و علماء کی محبت و عظمت دل میں پیدا کی جائے۔[1]

④ اولیت کے بعد فاضل بریلوی صداقت پر زور دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ پڑھایا جائے وہ حقائق پر مبنی ہو۔ جھوٹی باتیں انسان کی فطرت پر بُرا اثر ڈالتی ہیں۔ جس طرح جسم کے لیے صحیح غذا ضروری ہے اسی طرح ذہن اور دماغ کے لیے بھی صحیح غذا ضروری ہے، صحتِ فکر اسی سے وابستہ ہے۔

⑤ صداقت کے بعد انھوں نے افادیت پر زور دیا ہے۔ ان کے خیال میں صرف انھیں علوم کی تعلیم دی جائے جو دین و دنیا میں کام آئیں۔ غیر ضروری اور غیر مفید علوم و فنون کو نصاب سے خارج کر دیا جائے اس سے افراد کی توانائی، مال اور عمر تینوں ضائع ہوتے ہیں جو ایک بڑا قومی نقصان ہے۔

⑥ افادیت کے بعد وہ للّٰہیت پر زور دیتے ہیں اور اساتذہ کے لیے لازمی قرار دیتے ہیں کہ ان کے دل میں اخلاص و محبت ہو اور قومی تعمیر کی لگن ہو۔

---

[1] برطانوی جاسوس ہمفرے کو اس مہم پر بلادِ اسلامیہ بھیجا گیا تھا کہ وہ اور کاموں کے ساتھ ساتھ ایک کام یہ کرے کہ مسلمانوں کے دل سے محبت و عظمتِ رسول، احترامِ سادات اور تکریمِ اولیاء اللہ و صلحاء امت مٹا دے (ہمفرے کے اعترافات، لاہور، ص ۱۱۳–۱۱۴)۔

وہ علم کو کھانے کمانے کا ذریعہ نہ بنائیں بلکہ طلبہ کے لیے ایک اعلیٰ نمونہ ہوں۔

(۷) تثبیت کے بعد وہ حمیت وغیرت پر زور دیتے ہیں اور طلبہ میں خودداری اور خودشناسی کا جوہر پیدا کرنے کی ہدایت کرتے ہیں تاکہ وہ دست سوال دراز کرنے کے عادی نہ ہو جائیں اور اپنا یہ جوہر کھو کر معاشرے کے لیے ایک بوجھ اور اسلام کے لیے ایک داغ نہ بن جائیں۔[1]

(۸) حمیت کے بعد فاضل بریلوی حرمت پر زور دیتے ہیں یعنی طالبعلم کے دل میں تعلیم اور متعلقات تعلیم کا احترام پیدا کیا جائے۔

(۹) حرمت کے بعد وہ صحبت کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہیں یعنی طالبعلم کو بری صحبت سے بچایا جائے کہ یہی عمر بننے اور بگڑنے کی ہوتی ہے ـــــ وہ مفید کھیل اور سیر و تفریح کو بھی ضروری قرار دیتے ہیں تاکہ طالب علم کی طبیعت میں نشاط و انبساط باقی رہے اور وہ مسلسل تحصیلِ تعلیم سے اکتا نہ جائے۔

(۱۰) آخر میں محدث بریلوی سکینت پر زور دیتے ہیں یعنی تعلیمی ادارے کا ماحول پُرسکون اور باوقار ہونا چاہیئے تاکہ طالب علم کے

---

[1] ڈاکٹر بابر اشتیاق نے لکھا ہے کہ اپنے شاگردوں سے محدث بریلوی کا سلوک بڑا مشفقانہ اور کریمانہ تھا، خاص تقاریب کے موقعوں پر ہر علاقے اور ہر ملک کے طالب علم کے لیے اس کا پسندیدہ کھانا پکوا کر ساتھ کھلایا کرتے تھے۔ مسعود

دل میں وحشت اور انتشارِ فکر پیدا نہ ہو۔[1]

دو قومی نظریہ

پاک و ہند میں ہندو مسلمان دو قومیں صدیوں سے رہتی چلی آرہی ہیں لیکن دونوں کی تہذیب و تمدن جدا جدا ہیں۔ پہلی صدی ہجری (ساتویں صدی عیسوی) سے پاک و ہند میں مسلمانوں کا عمل دخل ہوا اور رفتہ رفتہ پہلے پاکستان میں اور پھر ہندوستان میں ان کی حکومت قائم ہو گئی۔ انھوں نے اپنے ایک ہزار سالہ دورِ حکومت میں ہندوؤں کے ساتھ مثالی سلوک کیا جس کی ایک بین دلیل یہ ہے کہ جہاں جہاں مسلمانوں کے دارالسلطنت رہے وہاں ہندو ہمیشہ اکثریت میں رہے لیکن اٹھارویں صدی عیسوی میں زوال سلطنت مغلیہ کے بعد ہندوؤں نے خود کو سنبھالنا شروع کیا پھر ۱۸۵۷ء میں جب مسلمانوں کا چراغ حکومت گل ہو گیا تو ہندوؤں نے اندر ہی اندر بڑھنے کی کوشش کی اور اپنے سابقہ محسنین کے احسانات کا بدلہ دینے کے بجائے ان سے انتقام کی ٹھانی لیکن یہ جذبہ اتنا پوشیدہ تھا کہ بظاہر محسوس نہیں کیا گیا پھر بھی بعض زعماء نے محسوس کیا۔ چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی[2] کی طرح محدث بریلوی نے اپنی مومنانہ فراست سے ہندوؤں کے عزائم کو بھانپ لیا اور برملا فرمایا کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں۔ ہندو قوم مسلمانوں کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی

---

[1] محمد جلال الدین: امام احمد رضا خاں کا نظریۂ تعلیم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء

[2] راقم نے اپنی کتاب سیرت مجدد الف ثانی (مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء) میں حضرت مجدد کی سیاسی مساعی کا تفصیلی ذکر کیا ہے اس سے رجوع کیا جائے۔ مسعود

بلکہ مسلمانوں کو اپنا زیر دست اور ماتحت دیکھنا چاہتی ہے اور اکثریت کے بل بوتے پر خود حکومت کرنا چاہتی ہے ــــــ یہ وہ زمانہ تھا جب محمد علی جناح اور ڈاکٹر اقبال جیسے مفکرین ہندو مسلم اتحاد کے لیے کوشش کر رہے تھے ــــ

محدث بریلوی نے اپنے موقف کی وضاحت کے لیے متعدد فتوے[1] اور رسائل و کتابیں لکھیں ــــــ مثلاً

(۱) اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام (۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء)

(۲) دوام العیش فی الائمۃ من قریش (۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء)

(۳) المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ (۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء)

(۴) الطاری الداری لھفوات عبدالباری (۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء)

محدث بریلوی نے ان رسائل و کتب میں مسلمانوں کے لیے ہندوستان کی حیثیت، سلطنت و خلافت کے امتیازات، غیر مسلموں اور مسلمانوں کے درمیان معاملت اور موالات اور دو قومی نظریہ پر تفصیلی بحث کی ہے[2] ــــ تحریکِ خلافت (۱۹۱۹ء) اور تحریک ترکِ موالات (۱۹۲۰ء) کے جذباتی دور میں مسلمان سیاست

---

[1] احمد رضا خاں: فتاویٰ رضویہ، مبارک پور ۱۹۸۱ء، ص ۳، ۴، ۹، ۱۲، ۱۶، ج ۹

[2] راقم نے اپنی مندرجہ ذیل کتابوں میں فاضل بریلوی کے دو قومی نظریہ پر سیرحاصل بحث کی ہے۔ تفصیل کے لیے ان سے رجوع کیا جائے۔

۱ فاضل بریلوی اور ترکِ موالات، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء)

۲ تنقیدات و تعاقبات امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء

دانوں نے محدث بریلوی کی تنبیہات اور ہدایات پر عمل نہیں کیا، اس کے برعکس ان پر یہ الزام عائد کیا گیا کہ وہ یہ سب کچھ انگریزوں کے ایماء پر ان کی خوشنودی کے لیے کر رہے ہیں [۱] ــــــ لیکن آگے چل کر تحریک شدھی و سنگھٹن (۱۹۲۳ء) نہرو رپورٹ (۱۹۲۸ء) کانگریس کی عارضی حکومت (۱۹۳۷ء) نے جب ہندوؤں کے عزائم ظاہر کر دیئے تو یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ محدث بریلوی نے جو کچھ کہا تھا جو کچھ سوچا تھا حرف بحرف صحیح تھا چنانچہ محمد علی جناح اور ڈاکٹر محمد اقبال بھی اب دو قومی نظریے کے حامی ہو گئے۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں ڈاکٹر محمد اقبال مسلم لیگ کے اجلاس الٰہ آباد میں سیاسی پلیٹ فارم سے تقسیم ہند کی تجویز پیش کی۔ یہ تجویز نظری طور پر سنہ ۱۹۲۵ء میں محمد عبد القدیر پیش کر چکے تھے [۲]

ــــــ علماء میں اقبال کی تجویز کی تائید سب سے پہلے فاضل بریلوی کے خلیفہ اور ایک عظیم مدبر مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) نے کی [۳] اس کے بعد جب سنہ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو فاضل بریلوی کے فرزند مفتی محمد مصطفیٰ خاں (م سنہ ۱۴۰۲ھ/سنہ ۱۹۸۱ء) خلفاء، تلامذہ اور متبعین و متوسلین نے پاکستان کی حمایت میں سخت جد و جہد کی اور سنہ ۱۹۴۶ء میں بنارس میں ایک چار روزہ اجلاس منعقد کر کے جمعیت الجماعت پاکستان کی حمایت کا اعلان

---

[۱] راقم نے اپنی کتاب "گناہ بے گناہی" (مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۸۲ء) میں اس الزام کا تحقیقی جائزہ لیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ الزام بے بنیاد اور شر انگیز ہے۔ مسعود

[۲] محمد عبد القدیر، ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام، مطبوعہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، پریس، سنہ ۱۹۲۵ء، ص ۵۲ - ۵۷

[۳] (ا) السواد الاعظم (مراد آباد) شمارہ شعبان ۱۳۴۹ھ/سنہ ۱۹۳۱ء، ص ۱۳ - ۱۴

(ب) ایضاً، شمارہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۰ھ/سنہ ۱۹۳۱ء، ص ۱۳، ۱۴

کر دیا [۱] ——— اس میں شک نہیں کہ پاکستان کی تعمیر و تشکیل میں محدث بریلوی کے دو قومی نظریہ اور ان کے پیروکاروں نے اہم کردار ادا کیا [۲] ———

اسلام ایک ایسا عالمی مذہب ہے جس میں غیر مسلموں کے لیے امن و عافیت ہے متعصب مورخوں اور سیاست دانوں نے عوام کو بہت گمراہ کیا ہے۔ اسلامی سلطنت میں غیر مسلموں کے لیے عدل، علم، علاج مفت مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ علما اہلسنت کی طرف سے پاکستان کا مطالبہ درحقیقت دنیا کے لیے ایک ایسے خطہ کا مطالبہ تھا جہاں نظامِ مصطفےٰ کو عملی شکل میں دکھایا جائے۔ ان کے لیے جغرافیائی حدود سے نظریاتی حدود زیادہ اہم تھیں۔ پاکستان تو وجود میں آگیا مگر مسلسل بیرونی مداخلتوں کی وجہ سے وہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ پھر بھی پاکستان میں ہر غیر مسلم کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کی نفرت و عداوت اور زیادتیوں نے پاکستان کے لیے راہ ہموار کی پھر عوام اور علما اہلسنت نے نفرت و عداوت کے اس ماحول سے نکلنے کیلئے پاکستان کا مطالبہ کیا۔

---

[۱] سید محمد محدث: خطبۂ صدارت جمہوریہ اسلامیہ آل انڈیا سنی کانفرنس (۲۴ تا ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء) مطبوعہ مراد آباد، ص ۲۹

[۲] تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل کتابیں مطالعہ کریں:۔

(۱) محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان، جلد اول و دوم، مطبوعہ لاہور

(۲) محمد مسعود احمد: تحریک آزادیٔ ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

(۳) محمد عبد الحکیم شرف قادری: تذکرۂ اکابر اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء

(۴) محمد صدیق ہزاروی: تعارف علمائے اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

بمنہ تعالیٰ وکرمہ

وہ حقائق افروز باطل سوز خزینۂ ہدایت صحیفۂ بلاغت

مختصر رپورٹ

خطبۂ صدارت

جمہوریۂ اسلامیہ

جو

حضرت حامیٔ سنّت ناصرِ شریعت سحبانِ ہند راس المحدثین رئیس المتکلمین
مولانا الحاج السید الشاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی
صدر جماعت استقبالیہ جمہوریت اسلامیہ دامت برکاتہم نے

آل انڈیا سُنّی کانفرنس

کے بےنظیر عدیم المثال تاریخی اجلاس منعقدہ ۲۳ تا ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء دو ہزار مشائخ وعلماء اور ساٹھ ہزار سے زائد عام حاضرین کے عظیم الشان مجمع میں پڑھ کر سنایا اور مجمع لفظ لفظ اور فقرے فقرے پر جھوم جھوم گیا تحسین ومرحبا ونعرہائے تکبیر سے فضائے آسمانی گونج اٹھی اور بہت سے جملوں کے بار بار اعادہ اور تکرار کی استدعائیں کی گئیں۔ اکابر علماء نے اس خطبہ کو آل انڈیا سُنی کانفرنس کا شاہکار قرار دیا

باہتمام جناب مولانا مولوی محمد ظفر الدین محمد صاحب اہل سنت برقی پریس مراد آباد میں چھپ کر شائع ہوا

۹

تصنیفات

محدث بریلوی محقق بھی تھے اور مصنف بھی۔ انھوں نے تقریباً پچاس علوم و فنون میں اپنی علمی یادگاریں چھوڑی ہیں[۱]۔ ان کا تحقیقی معیار دورِ جدید کے تحقیقی معیار سے بھی بلند ہے، ایک رسالے میں انھوں نے اس کا تفصیلاً ذکر کیا ہے[۲]۔ وہ اپنے علمی مقالات و رسائل اور کتب کو عقلی اور نقلی دلائل و شواہد سے ایسا مزین کرتے ہیں کہ قاری مطمئن ہو جاتا ہے اور تشنگی محسوس نہیں کرتا ــــ ان کا ایک رسالہ شرح المطالب فی بحث ابی طالب (۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء) ۵۷ صفحات پر مشتمل ہے مگر اس میں ۱۳۰ کتابوں کے حوالے موجود ہیں۔ ان کی علمی تحقیقات کی یہی شان ہے۔ ان کی قوتِ حافظہ بہت تیز تھی، ان کا قلم بھی سیلِ رواں کی طرح چلتا تھا جس کا سید عبدالحئی ندوی نے بھی ذکر کیا ہے[۳] ــــ ان کی سرعتِ تحریر کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ وہ ۲۹ شعبان ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء کو علالت کی وجہ سے بھوالی (ضلع نینی تال، یو۔پی، بھارت) میں استراحت کے لیے

---

[۱] محمد ظفر الدین رضوی: المجمل المعدد لتالیفات المجدد، مطبوعہ پٹنہ

[۲] احمد رضا خاں: حجب العوار عن مخدوم بہار، مطبوعہ لاہور ص ۳۰ - ۸

[۳] ابوالحسن علی ندوی: نزھۃ الخواطر ج ۸، ص ۴۰ - ۴۱

گئے، ایک ماہ ۲۶ دن بعد ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء کو قاضی غلام لیسین کے نام ڈیرہ غازی خاں (پنجاب پاکستان) ایک خط میں لکھتے ہیں :-

یہاں آکر بھی پانچ رسائل تصنیف ہو چکے ہیں ______ اور چھٹا زیر تصنیف ہے [1] ______

یہ حقیقت بھی قابلِ توجہ ہے کہ اس زمانے میں شدید علیل تھے اور کتابیں پاس نہ تھیں، تقریباً تین ماہ بعد صفر ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء میں انتقال کیا لیکن پھر بھی ان کی نگارشات سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ شدید علیل ہیں اور نہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ کتابیں پاس نہیں، ان کا حافظہ بجائے خود ایک کتب خانہ تھا۔

محدث بریلوی کی تصانیف، شروح وحواشی کی تعداد پانچ سو اور ایک ہزار کے درمیان بتائی جاتی ہے [2] ______ راقم بھی ایک فہرست مرتب کر رہا ہے جو ۸۵۰ تصانیف سے تجاوز کر چکی ہے [3] تصانیف وشروح کے علاوہ ان کے

---

[1] مکتوب مولینا احمد رضا خاں بنام قاضی غلام لیسین، محررہ ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

[2] (ا) عبدالحئی ندوی، نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۴۰ - ۴۱

(ب) مفتی اعجاز ولی خاں: ضمیمہ المعتقد المنتقد، مطبوعہ لاہور، ص ۲۶۶

[3] مولوی اشرف علی تھانوی کے لیے بھی کہا جاتا ہے کہ وہ ایک ہزار کتابوں کے مصنف ہیں مگر تلاش وتحقیق کے باوجود یہ دعویٰ ثابت نہ ہو سکا۔ خواجہ حسن نظامی نے جو مولانا تھانوی کے معاصر ہیں پچاس ساٹھ چھوٹی بڑی کتابوں کا ذکر کیا ہے (کتابی دنیا، کراچی، جنوری ۱۹۶۷ء، ص ۲۰) سید سلیمان ندوی نے جو مولینا تھانوی کے خلیفہ تھے قابلِ ذکر کتابوں میں پچاس کتب ورسائل کا ذکر کیا ہے (معارف اعظم گڑھ ۱۹۴۳ء)۔ اسی طرح (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بہت سے مقالات، مکتوبات، منظومات، تعلیقات، توضیحات، ملفوظات تنقیدات، مکالمات اور مواعظ وغیرہ بھی ہیں جن کی تعداد کا صحیح اندازہ نہیں اس مختصر مکالمے میں فاضل بریلوی کی جملہ تصانیف کا اجمالی بیان بھی ممکن نہیں اس لیے پہلے چند اہم تصانیف کا تعارف کرایا جائے گا پھر چند اہم مخطوطات کے نام لکھے جائیں گے جو راقم کے کتب خانے میں موجود ہیں پھر علامہ محمد ظفر الدین بہاری کی کتاب سے چند مخطوطات کا ذکر کیا جائے گا۔ مزید تفصیلات کے لیے المجمل المعدد[1]، المیزان[2]، فقیہ اسلام[3]، انوار رضا[4]، وغیرہ مطالعہ کیے جا سکتے ہیں۔

محدث بریلوی کی یوں تو بکثرت تصانیف ہیں مگر مندرجہ ذیل تصانیف بعض حیثیات سے نہایت اہم ہیں:۔

مسعود حسن علوی نے صرف بیس کتب و رسائل کا ذکر کیا ہے (مآثر حکیم الامت ۱۹۷۷ء ص ۱۸۳) اس لیے مولانا تھانوی کو محدث بریلوی کے مدمقابل لانا مناسب نہیں۔ مولانا تھانوی جب ۱۸۸۰ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے تو محدث بریلوی کو فارغ التحصیل ہوئے دس سال گزر چکے تھے اور وہ کئی کتابوں کے مصنف ہو چکے تھے۔ محدث بریلوی نے بریلی میں اپنی تعلیم مکمل کی۔ مسعود

[1] محمد ظفر الدین رضوی: المجمل المعدد لتالیفات المجدد، مطبوعہ پٹنہ

[2] المیزان (بمبئی)، امام احمد رضا نمبر ۱۹۷۶ء ص ۳۰۶ - ۳۲۲

[3] ڈاکٹر حسن رضا خاں: فقیہ اسلام مطبوعہ الٰہ آباد ۱۹۸۱ء ص ۱۷۷ - ۲۰۳، ۲۵۳ - ۲۶۲

[4] انوار رضا، شرکت حنفیہ لمیٹڈ، لاہور، ص ۳۲۵ - ۳۴۸

(۱) العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ (۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء تا ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)

(۲) جد الممتار علی رد المحتار (قبل ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء)

(۳) الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء)

(۴) کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)

(۵) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن (۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء)

(۶) معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء)

(۷) فوز مبین در رد حرکت زمین (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء)

(۸) الکلمۃ الملہمہ فی الحکمۃ المحکمہ لوہاء فلسفۃ المشئمہ (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء)

(۹) الحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنہ (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء)

العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ

یہ فتاویٰ ۱۲ (بارہ) جلدوں پر مشتمل ہے جس کا خود محدث بریلوی نے ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ میں امید کرتا ہوں کہ یہ فتاویٰ بارہ جلدوں سے بڑھ جائے گا[1] فتاویٰ رضویہ تمام مسائل فقہیہ پر محیط ہے۔ فتاویٰ عربی، فارسی اردو تینوں زبانوں میں ہیں، انگریزی فتاویٰ بھی ہیں مگر وہ اصل سے مترجمین نے ترجمہ کیے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ کی سر دست گیارہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور بارہویں جلد ہنوز طبع نہیں ہوئی۔ مطبوعہ مجلدات کی تفصیل یہ ہے:-

(۱) جلد اوّل، مطبوعہ لاہور، سائز ۲۲×۲۱×۸۰، صفحات ۸۸۰

(۲) جلد دوم، مطبوعہ میرٹھ، سائز " "، صفحات ۵۱۲

---

[1] سند اجازت دار العلوم منظر اسلام (بریلی) بنام مولوی عبد الواحد (گڑھی کپورہ، صوبہ سرحد) مکتوبہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء

(۳) جلد سوم، مطبوعہ مبارک پور، سائز ۸ × ۳۶ ، ۲۲، صفحات ۸۱۵

(۴) جلد چہارم، مطبوعہ مبارک پور سائز ۸ × ۲۹ ، ۲۲ ، صفحات ۷۲۴

(۵) جلد پنجم، مطبوعہ مبارک پور، سائز ۸ × ۲۶ ، ۲۲ ، صفحات ۷۹۹

(۶) جلد ششم، مطبوعہ مبارک پور، سائز ۸ × ۳۶ × ۲۲ ، صفحات ۵۳۶

(۷) جلد ہفتم، مطبوعہ کراچی ، سائز ۸ × ۳۶ × ۲۲ ، صفحات ۶۰۰

(۸) جلد ہشتم، مطبوعہ مبارک پور، سائز ۸ × ۳۶ × ۲۳ ، صفحات ۵۴۸

(۹) جلد نہم ، مطبوعہ کراچی ، سائز ۸ × ۳۶ × ۲۳ ، صفحات ۳۹۲

(۱۰) جلد دہم ، مطبوعہ پیلی بھیت ، سائز ۹ × ۳۹ × ۲۲ ، صفحات ۲۶۴

(۱۱) جلد یازدہم مطبوعہ بریلی ، سائز ۸ × ۳۶ × ۲۳ ، صفحات ۳۲۵

مندرجہ بالا گیارہ مجلدات ہیں جو تقریباً ساڑھے چھ ہزار صفحات پر مشتمل ہیں نیز ان کے علاوہ تقریباً ایک سو رسائل بھی ہیں جو مستقل تحقیقی مقالات ہیں اور ہر ایک کے الگ الگ تاریخی نام ہیں ـــــ فتاویٰ رضویہ کی قدر و منزلت کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد اقبال نے ایک علمی نشست میں اس پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا :-

فتاویٰ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور تھے۔[1]

سید ابوالحسن علی ندوی کے "تاثرات پیچھے" پیش کیے جا چکے ہیں ـــــ مدیر معارف دار المصنفین، اعظم گڑھ، شاہ معین الدین احمد ندوی مرحوم نے فتاویٰ

---

[1] عبد النبی کوکب : مقالات یوم رضا ، حصہ سوم ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء ، ص ۱۰
خطبہ ڈاکٹر عابد احمد علی مرحوم ، مہتمم بیت القرآن ، لاہور

رضویہ پر تبصرہ کرتے ہوئے معارف میں یہ اظہار خیال فرمایا۔

دینی علوم خصوصاً فقہ و حدیث پر ان کی نظر وسیع و گہری تھی، مولانا نے جس وقت نظر اور تحقیق کے ساتھ علماء کے استفسارات کے جوابات تحریر فرمائے اس سے ان کی جامعیت، علمی بصیرت، ذہانت اور طباعی کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے عالمانہ، محققانہ فتاویٰ مخالف و موافق ہر طبقے کے مطالعہ کے لائق ہیں [۱]

جد الممتار علی رد المحتار

علامہ ابن عابدین شامی (۱۲۵۲ھ/۱۸۳۶ء) کی رد المحتار شرح در مختار پر عربی حواشی ہیں جو بقول محدث بریلوی اگر جمع کئے جائیں تو دو ضخیم مجلدات بن جائیں [۲] ــــ یہ حواشی فاضل بریلوی کی حیات میں شائع نہ ہو سکے۔ ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء) میں اس کی پہلی جلد حیدر آباد دکن (بھارت) سے چھپ کر المجمع الاسلامی، مبارک پور (اعظم گڑھ۔ یو۔پی) سے شائع ہو گئی ہے جو بڑے سائز کے ۴۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں حیات ابن عابدین شامی، استاد حید المبین نعمانی نے لکھی ہے حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی استاد انتخار احمد قادری (ردیا ض) نے لکھی ہے اور تعریف الکتاب استاد محمد احمد اعظمی مصباحی نے لکھی ہے ــــ یہ کتاب ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے ۱۹۸۴ء میں کراچی سے شائع کر دی ہے۔

الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ

محدث بریلوی جب ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں دوسری بار حج بیت اللہ اور

---

[۱] (۱) معارف (اعظم گڑھ) شمارہ ستمبر ۱۹۴۹ء

(ب) المبین اختر مصباحی: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ الٰہ آباد، ص ۱۳۵

[۲] احمد رضا خاں: رسائل رضویہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ج ۲، ص ۲۰۹

زیارت حرمین کے لیے حاضر ہوئے تو مکہ معظمہ میں چند ہندوستانی حضرات نے مسئلہ علم غیب سے متعلق ایک استفتاء پیش کیا۔ غالباً وہ حضرات فتوے لے کر حکومت وقت کو یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ محدث بریلوی پر یہ الزام کہ وہ علم مصطفےٰ کو علم الٰہی کے مثل قرار دیتے ہیں، صحیح ہے۔ فاضل بریلوی نے اس استفتاء کے جواب میں مسئلہ علم غیب پر ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کیا جس کا تاریخی نام الدولۃ المکیہ ہے۔ اس میں بعض مباحث علم ریاضی اور فلسفہ و منطق سے متعلق بھی ہیں۔ یہ مقالہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء کو مکمل کیا اور مفتی مکہ شیخ صالح کمال نے شریف مکہ کے دربار میں علماء کے مجمع عام میں پڑھ کر سنایا۔ شریف مکہ اور علماء حرمین مقالے کے مباحث علمیہ سے بہت متاثر ہوئے اور تقریباً ۵۰ علماء حرمین اور ۱۵ دیگر بلاد اسلامیہ کے علماء نے اس پر تقاریظ لکھیں [۱] ـــــــ اس مقالے میں محدث بریلوی نے قرآن کریم کی اُن آیات میں تطبیق کی ہے جن میں ایک طرف تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ علم غیب سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں، دوسری طرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ علم غیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے اور وہ بتلاتے بھی ہیں۔ محدث بریلوی نے ان آیات میں یوں تطبیق فرمائی ہے کہ وہ علم غیب جو اپنی ذات سے حاصل ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے اور اس علم کو غیر خدا میں ثابت کرنا کفر و شرک ہے ـــــــ اور وہ علم غیب جو عطائے رب سے حاصل ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت

---

[۱] تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں:۔

(ا) احمد رضا خاں: الدولۃ المکیہ، مطبوعہ کراچی

(ب) پروفیسر محمد مسعود احمد: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء

(ج) پروفیسر محمد مسعود احمد: امام احمد رضا اور عالم اسلام، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء

ہے، اس علم کو خدا کے لیے ثابت کرنا کفر و شرک ہے ـــــ دونوں قسم کی آیات پر ایمان لانا جزو ایمان ہے، کسی ایک آیت سے انکار کفر و شرک ہے۔

الدولۃ المکیہ پاک و ہند اور استانبول سے شائع ہو چکی ہے ـــــ یہ کتاب مغربی دنیا میں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھی گئی چنانچہ لندن یونیورسٹی کے ایک فاضل پروفیسر ڈاکٹر محمد حنیف اختر فاطمی نے اس کتاب کو سامنے رکھ کر ایک کتاب مرتب کی ہے جس کا عنوان ہے:-

Islamic Concept of Knowledge

جو مانچسٹر (انگلستان) سے شائع ہو چکی ہے۔

کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم

الدولۃ المکیہ سے علمائے حرمین میں فاضل بریلوی کا تعارف ہو چکا تھا، وہ آپ کے علم و فضل سے اتنے متاثر ہوئے کہ بعض مشکل مسائل میں محدث بریلوی سے رجوع کیا چنانچہ مندرجہ ذیل علماء نے کرنسی نوٹ سے متعلق ۱۲ سوالات پیش کیے جو نہایت ادق تھے:-

(۱) مولانا عبداللہ میرداد (امام مسجد حرام، مکہ معظمہ)

(۲) مولانا حامد احمد محمد جداوی (استاد امام مسجد حرام، مکہ معظمہ)

محدث بریلوی نے ۲۳ محرم ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء کو چند روز میں ان سوالات کے جواب میں ایک محققانہ اور فاضلانہ مقالہ کفل الفقیہ الفاہم تصنیف فرمایا۔ کرنسی نوٹ کے بارے میں اس سے قبل مفتی اعظم مکہ معظمہ مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر

لہ یہ کتاب مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ (لاہور) نے طبع کرائی اور مجلس رضا (مانچسٹر، انگلستان) نے شائع کی۔ مسعود

حنفی مرحوم سے بھی سوال کیا تھا مگر انھوں نے معذوری کا اظہار فرمایا۔ یہ بات علماء کے علم میں تھی، وہی سوال محدث بریلوی سے کیا گیا اور انہوں نے شافی و کافی جواب دیا چنانچہ جب یہ مقالہ مفتی حنفیہ شیخ عبد اللہ صدیق نے ملاحظہ فرمایا تو وہ پھڑک گئے اور دل کھول کر تعریف کی ــــــ علمائے حرمین نے اس مقالے کی نقول حاصل کیں۔ مثلاً یہ علماء :-

(۱) شیخ الائمہ مولانا احمد ابو الخیر میرداد

(۲) قاضی مکہ شیخ صالح کمال حنفی

(۳) حافظ کتب الحرم سید اسماعیل خلیل حنفی

(۴) مفتی حنفیہ شیخ عبد اللہ صدیق

حج سے واپسی کے بعد محدث بریلوی نے کفل الفقیہ میں ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء میں ایک ضمیمہ کا اضافہ کیا اور اس کا اردو ترجمہ کیا۔ سید ابو الحسن علی ندوی نے کفل الفقیہ کا بطور خاص ذکر کیا اور اس کو فقاہت میں فاضل بریلوی کی مہارت پر شاہد و گواہ قرار دیا ہے [1] ــــــ پاکستان میں بینکنگ کے ماہرین نے اس سے استفادہ کیا ہے [2] ــــــ اور لندن یونیورسٹی کے پروفیسر محمد حنیف اختر فاطمی اس پر ایک مقالہ لکھا ہے جو کتابی صورت میں شائع ہونے والا ہے ــــــ کفل الفقیہ پاک و ہند سے شائع ہو چکی ہے [3]

---

[1] سید ابو الحسن علی ندوی، نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۴۱

[2] بروایت سید وجاہت رسول وائس پریذیڈنٹ، حبیب بینک، کراچی، مورخہ فروری ۱۹۸۶ء

[3] (۱) کفل الفقیہ، شائع کردہ منظمۃ الدعوۃ الاسلامیہ، مطبوعہ لاہور

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

کنز الایمان، محدث بریلوی کا اہم کارنامہ ہے، اردو میں معدودے چند تراجم براہ راست متن قرآن سے کئے گئے ہیں باقی تمام تراجم یا تو سابقہ تراجم کا ترجمہ و تسہیل ہیں یا تفہیم یا پھر لفظی تراجم سے اپنے اپنے مذاق کے مطابق بامحاورہ کر لیے گئے ہیں ایسے مترجمین عربی سے بھی ناواقف ہیں ____ بہرکیف محدث بریلوی کے ترجمۂ قرآن کو یہ امتیاز خاص حاصل ہے کہ وہ تراجم کو نہیں بلکہ متن قرآن کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے۔ محدث بریلوی بیک وقت زبان عربی کے صاحب طرز ادیب و شاعر اور زبان اردو کے صاحب طرز ادیب و شاعر تھے، زبان و ادب کے نشیب و فراز سے باخبر تھے، تفسیر و حدیث پر گہری نظر رکھتے تھے اور مختلف علوم و فنون کے جامع تھے۔ ان کی نظر علوم قرآن کی وسعتوں اور پہنائیوں پر تھی اس لیے انھوں نے ایسا ترجمہ کیا کہ دورِ جدید کا کوئی علمی انکشاف یا سائنسی تجربہ، ترجمہ کی معنویت کو مجروح نہیں کر سکتا۔ معاشیات، فلکیات کے بعض جدید مسائل سامنے آئے تو ان عقدوں کا حل کنز الایمان میں نظر آیا[1] دوسرے تراجم ساتھ نہ دے سکے ____ کنز الایمان سنہ ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء میں منظرِ عام پر آیا یعنی محدث بریلوی کے وصال سے دس برس قبل۔ یہ وہ دور تھا جب ہر مسلک و مذہب کے اکابر علماء موجود تھے مگر کسی نے کنز الایمان پر حرف گیری نہ کی۔ کنز الایمان پر متعدد علماء اور دانشوروں نے مقالات لکھے ہیں[2] ____ ★ ایک اہل حدیث عالم سعید بن عزیز

---

[1] تفصیلات کے لیے راقم کی کتاب "حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی" (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء ص ۱۰۰ – ۱۰۵) سے رجوع کریں۔

[2] حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

یوسف زئی نے اپنے مقالے میں کنزالایمان کی ایک اہم خصوصیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے :-

یہ ایک ایسا ترجمۂ قرآن مجید ہے جس میں پہلی بار اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ جب ذات باری تعالیٰ کے لیے بیان کی جانے والی آیتوں کا ترجمہ کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ اس کی جلالت، علوِ تقدس وعظمت وکبریائی کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے جب کہ دیگر تراجم خواہ وہ اہل حدیث سمیت کسی بھی مکتبِ فکر کے علماء کے ہوں ان میں یہ بات نظر نہیں آتی ــــــ اسی طرح وہ آیتیں جن کا تعلق محبوب خدا شفیع روزِ جزا، سید الاولین والآخرین، امام الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا جن میں آپ سے خطاب کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہاں پر بھی اوروں کی طرح نقلی ولغوی ترجمے سے کام نہیں لیا بلکہ صاحبِ ماینطق عن الھوی اور ورفعنا لک ذکرک کے مقام عالی شان کو ہر جگہ ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ یہ ایک ایسی خوبی ہے جو دیگر تراجم میں بالکل ہی

۲ـــ (پچھلے صفحہ کا حاشیہ)
سب سے اہم مقالہ پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب کا مقالۂ ڈاکٹریٹ ہے، جس کا عنوان ہے "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن اور دیگر معروف اردو تراجم کا تقابلی جائزہ"۔ یہ مقالہ پی۔ ایچ۔ ڈی کے لیے کراچی یونیورسٹی کے شعبۂ علوم اسلامیہ میں پیش کیا گیا ہے ان شاء اللہ ۱۹۹۳ء میں اس پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری مل جائے گی ــــ المیزان (بمبئی) کے امام احمد رضا نمبر، مارچ ۱۹۷۶ء میں کنزالایمان پر متعدد مقالات شائع ہوئے ہیں ـــ (ص ۸۵-۱۵۶)

ناپید ہے۔[۱]

کنز الایمان پر محدث بریلوی کے خلیفہ مولینا محمد نعیم الدین مراد آبادی نے حواشی لکھے ہیں جو نہایت مختصر اور جامع ہیں، عنوان ہے خزائن العرفان فی تفسیر القرآن۔ یہ کنز الایمان کے ساتھ ہی شائع ہوتے ہیں ـــــــ دوسری زبانوں میں کنز الایمان کے تراجم ہوئے ہیں مثلاً لندن یونیورسٹی کے پروفیسر محمد حنیف اختر فاطمی نے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو لاہور سے شائع ہو چکا ہے، دوسرا انگریزی ترجمہ پروفیسر شاہ فرید الحق نے کیا ہے اور اس پر مفید حواشی کا اضافہ کیا ہے جو کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔ تیسرا انگریزی ترجمہ مارہرہ (بھارت، یوپی) کے ایک بزرگ کر رہے ہیں ـــــــ اسی طرح سندھی میں مفتی محمد رحیم سکندری نے کنز الایمان کا ترجمہ کیا ہے جو لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔ ایک دوسرے بزرگ نے بھی سندھی میں ترجمہ کیا ہے۔ بنگلہ زبان میں بھی کنز الایمان کا ترجمہ ہوا ہے جو رضا اکیڈمی (چاٹگام) قسط وار شائع کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی اس کے تراجم ہوتے ہیں۔ برادرم سراج حسین رضوی صاحب (بریلی) نے ڈچ زبان میں مطبوعہ ترجمہ عنایت فرمایا ہے۔

معین مبین بہر دورِ شمس و سکونِ زمین

یہ ایک مختصر رسالہ ہے مگر کسی کتاب یا رسالے کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کے حجم سے نہیں ہوتا۔ ایک مختصر رسالہ اپنی معنویت، گہرائی، جامعیت اور اہمیت کے لحاظ سے بڑی بڑی کتابوں پر بھاری ہو سکتا ہے۔ معین مبین، اسی

---

[۱] علامہ سعید بن عزیز یوسف زئی: کنز الایمان اہل حدیث کی نظر میں۔ بحوالہ معارف رضا (کراچی)، شمارہ ۱۹۸۳ء ص ۹۰-۹۹

قبل کا ایک رسالہ ہے۔ مختصر، جامع اور فیصلہ کن ـــــ یہ رسالہ ایک امریکی ہیئاۃ داں پروفیسر البرٹ، ایف۔ پورٹا کے رد میں لکھا گیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے ـــــ

۱۹۱۹ء میں پروفیسر موصوف مچیگن یونیورسٹی (امریکہ) اور ٹیورنٹ یونیورسٹی (ڈاٹمی) سے وابستہ رہا تھا۔ ایک پیش گوئی کی کہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو آفتاب کے سامنے بیک وقت کئی سیاروں کے جمع ہونے سے جذب و کشش کے نتیجے میں ممالک متعددہ میں زبردست تباہی مچے گی اور ایک قیامت صغریٰ برپا ہوگی ـــــ یہ خبر اخبار ایکسپریس (بانکی پور۔ بھارت) میں شائع ہوئی۔ اس اخبار کا تراشہ محدث بریلوی کو ارسال کیا گیا اور اس پیش گوئی پر اظہار خیال کی درخواست کی گئی۔ فاضل بریلوی نے اس پیش گوئی کو لغو قرار دیا اور اس کے رد میں ایک علمی مقالہ معین مبین کے عنوان سے لکھا جو الرضا (بریلی) میں شائع ہوا[1] محدث بریلوی نے ۱۷ دلائل سے پیش گوئی کو رد کیا ـــــ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو یہ پیش گوئی منظر عام پر آئی جو ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو واقع ہونی تھی لیکن جب وہ دن آیا، دنیا کے ہیئاۃ داں صبح سے شام تک دوربین لیے دیکھتے رہے[2] مگر وہ قیامت نہ آنی تھی نہ آئی ـــــ مغربی دنیا پر محدث بریلی کی یہ پہلی کامیابی تھی ـــــ

فوز مبین در رد حرکت زمین

یہ کتاب نظریہ حرکت زمین کے رد میں ہے۔ یہ نظریہ فیثا غورث کا ہے

---

[1] الرضا (بریلی)، شمارہ صفر ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء و ربیع الاول ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء

[2] نیویارک ٹائمز (نیویارک)، شمارہ ۱۶ و ۱۸ دسمبر ۱۹۱۹ء

جس کی تائید ریاضیات کے ماہر پروفیسر کارنیکس نے کی اور یہ نظریہ پھر سے زندہ ہوا۔ ۱۹۱۹ء میں محدث بریلوی کے عہد میں پروفیسر البرٹ آئین اسٹائن نے ایک تجربہ کیا جس سے اس نظریہ کا رد ہوتا تھا لیکن انھوں نے پھر اس کی ایسی توجیہ کی جس سے یہ نظریہ ثابت ہو گیا مگر بقول سید محمد تقی یہ سائنس کی تاریخ کی سب سے زیادہ غیر عقلی توجیہہ تھی [1] ——— محدث بریلوی آئین اسٹائن کے ہم عصر ہیں انھوں نے آئین اسٹائن اور دیگر سائنس دانوں کے انکار و خیالات کی گرفت کی اور ۱۰۵ دلائل سے نظریۂ حرکت زمین کو باطل قرار دیا ——— اور اب تو ایک سو (۱۰۰) سے زیادہ آئین اسٹائن کے ناقدین پیدا ہو چکے ہیں [2] ——— ان ناقدین میں شاید قیادت کا سہرا محدث بریلوی ہی کے سر ہے۔

فوز مبین میں ایک مقدمہ ہے جس میں مقررات ہیئات جدیدہ کا بیان ہے جس سے مقالے میں کام لیا گیا ہے پھر چار فصلیں ہیں ——— فصل اول میں نافریت پر بحث کی ہے اور اس سے ابطال حرکت زمین پر بارہ دلیلیں قائم کی ہیں ——— فصل دوم میں جاذبیت پر بحث کی ہے اور اس سے حرکت زمین کے بطلان پر پچاس دلیلیں قائم کی ہیں ——— فصل سوم میں خود حرکت زمین کے

---

[1] جنگ (کراچی)، شمارہ یکم فروری ۱۹۸۳ء، ک ۸، ص ۳

[2] ایک کتاب بعنوان Hundred Authors Against Eienstien شاید جرمنی سے شائع ہو چکی ہے۔

نوٹ:۔ دور جدید کے سائنس داں پروفیسر وائن برگ نے اپنی کتاب THE FIRST THREE MINUTES گلاسکو، ۱۹۷۷ء) میں ایک ایسے تجربے کا ذکر کیا ہے جس سے نظریۂ حرکت زمین کا بطلان ہوتا ہے مسعود

ابطال پر تیا لیس دلیلیں ہیں ___ اس طرح مجموعی طور پر ۱۰۵ دلائل سے نظریۂ حرکت زمین کو باطل کیا ہے ___ ان تمام دلائل میں ۹۰ دلائل فاضل بریلوی کی طبع زاد ہیں ___ فصل چہارم میں ان شبہات کا رد ہے جو عیاۃ جدیدہ حرکت زمین کے ابطال میں پیش کرتی ہے ___ آخر میں خاتمہ ہے جس میں کتب آسمانیہ سے گردش آفتاب اور سکون ارض کو ثابت کیا گیا ہے۔

فوز مبین محدث بریلوی کی زندگی میں ماہنامہ الرضا (بریلی) میں چھپنا شروع ہوئی اور ماہنامہ الرضا میں اس کی ۹ قسطیں شائع ہوئیں[1] پھر فاضل بریلوی کے انتقال کے ساتھ ہی یہ سلسلہ بند ہو گیا ___ تلاش و تحقیق کے بعد اس کا اصل مسودہ مل گیا ہے جس کی تبییض کا کام مولانا عبدالنعیم عزیزی (بریلی) اور خواجہ مظفر حسین (الٰہ آباد) کر رہے ہیں[2] ___ یہ رسالہ کل ۹۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا مطبوعہ حصہ معارف رضا (کراچی) میں شائع ہو چکا ہے[3] ___ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے سابق پروفیسر ابرار حسین صاحب اس کا انگریزی ترجمہ اور حواشی لکھ رہے ہیں۔ رسالہ کا مطبوعہ حصہ ٹرسیٹ (اٹلی) بھی بھیجا گیا ہے۔

الکلمۃ الملہمہ فی الحکمۃ المحکمہ لوہا رفلسفۃ المشئمہ

یہ کتاب فلسفۂ قدیم کے رد میں لکھی گئی ہے۔ ہندوستان کے مشہور محقق اور قلمکار علامہ شبیر احمد غوری نے اس پر ایک مقالہ قلم بند کیا ہے جس کا عنوان

---

[1] ماہنامہ الرضا بریلی، شمارہ رجب ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء تا جمادی الاخری ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء (اب یہ رسالہ پاکستان اور ہندوستان سے شائع ہو چکا ہے)

[2] مخطوطہ، مکتوبہ احمد رضا خاں بریلوی، مخزونہ کتب خانۂ راقم، ۱۳۳۸ھ، مسودہ

[3] معارف رضا (کراچی)، شمارہ ۱۹۸۳ء، ص ۱۹۳ - ۲۲۳

ہے؛۔ ———— "عہد حاضر کا تہافتہ الفلاسفہ"

امام غزالی نے تہافتہ الفلاسفہ میں بیس مسائل پر بحث کی ہے۔ فاضل بریلوی نے اکتیس مسائل پر بحث کی ہے۔ ان مسائل میں فلسفہ طبعیات کے مسائل قدیمہ پر تنقید ہے اور زمانہ کے ابحاث سے متعلق بھی چھ مسئلے ہیں جس کے متعلق علامہ غوری لکھتے ہیں:۔

کاش کوئی خدا کا بندہ اس زمانے میں اس کتاب کے ان ابواب کا تذکرہ علامہ اقبال سے کر دیتا جو مسئلہ زماں کے باب میں اسلام اور اسلامی مفکرین کے موقف سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے ان لوگوں سے ہدایت و رہنمائی طلب کر رہے تھے جو "او خویشتن گم است کرا رہبری کند؟" کے مصداق تھے بلہ

اس کتاب کے اکتیسویں مقالے میں محدث بریلوی نے ایٹم پر فاضلانہ بحث کی ہے؎ جس کے متعلق علامہ غوری لکھتے ہیں:۔

اس کی تفصیل ایک مستقل پیش کش کی متقضی ہے جس سے عہدہ برآ ہونے کی یہ عاجز مستمند اپنے ناتواں بازوؤں میں سکت نہیں پاتا؎

انیسویں صدی تک یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ایٹم ناقابل تقسیم چھوٹے سے چھوٹا ذرہ ہے ———— ۱۸۹۸ء میں جے جے تھامسن نے انکشاف کیا کہ ذرے کے ساتھ ایک منفی ذرہ بھی پایا جاتا ہے ———— ۱۹۱۱ء میں رتھر فورڈ نے مزید انکشاف کیا کہ

لہ ماہنامہ اشرفیہ (مبارک پور، اعظم گڑھ)، شمارہ دسمبر ۱۹۸۱ء، ص ۲۵

؎ احمد رضا خان: الکلمۃ الملہمہ، مطبوعہ دہلی، ص ۱۰۵ - ۱۲۰

؎ ماہنامہ اشرفیہ، شمارہ دسمبر ۱۹۸۱ء، ص ۲۵

ایٹم تقسیم کیا جا سکتا ہے ـــــ ۱۹۱۳ء میں نیل بوہر نے اس نظریہ میں جو خامیاں رہ گئی تھیں ان کو دور کیا اور بات آگے بڑھتی چلی گئی ـــــ یہ ساری تحقیقات محدث بریلوی کے عہد میں ہوئیں مگر فاضل بریلوی نے اس سے قبل ۱۸۸۰ء میں سائنسی مسائل پر غور فکر کیا اور ایٹم کے بارے میں اپنی تحقیقات محفوظ رکھیں جو ۱۹۲۰ء میں منظر عام پر آئیں۔

الکلمۃ الملہمۃ دہلی سے طبع ہو کر میرٹھ سے شائع ہو چکی ہے۔ یہ ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ہے ـــــ

المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنہ

یہ رسالہ جو دو قومی نظریہ کے لیے سنگِ میل ثابت ہوا ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء میں محدث بریلوی نے تصنیف کیا یعنی انتقال سے چند ماہ قبل جب کہ وہ بسترِ علالت پر تھے۔ تحریک ترک موالات (۱۹۲۰-۲۲ء) کے زمانے میں جب کانگریس اور جمعیۃ العلماء ہند ہندوؤں سے موالات اور انگریزوں سے ترک موالات پر اصرار کر رہے تھے اور پورے ملک میں ایک ہیجانی کیفیت پیدا ہو گئی تھی اور انگریزوں کے خلاف ایک ہمہ گیر مہم چل رہی تھی۔ اس مہم کے دوران ہندو اتنے قریب آگئے تھے کہ مسلمانوں نے ان کے شعائر تک اپنائے[1] محدث بریلوی کا کہنا تھا کہ نہ ہندوؤں سے موالات جائز ہے اور نہ انگریزوں سے۔

اس زمانے میں ابوالکلام آزاد، محمد علی جوہر اور گاندھی وغیرہ اسلامیہ کالج لاہور گئے اور انھوں نے اپنی تقریروں میں اس پر زور دیا کہ پنجاب یونیورسٹی سے کالج کا الحاق

---

[1] تفصیلات کے لیے مطالعہ فرمائیں راقم کی کتاب "تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء مسعود

ختم کیا جائے اور انگریزی حکومت کی امداد و اعانت کسی صورت میں قبول نہ کی جائے ـــــــ ان تقریروں سے کمیٹی کے ارکان میں اختلاف رائے پیدا ہو گیا چنانچہ جنرل کونسل کی کمیٹی نے جس میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبال بھی بحیثیت سکریٹری شریک تھے یہ طے ہوا کہ فتویٰ لیا جائے، چنانچہ کالج کے پرنسپل پروفیسر مولوی حاکم علی نے محدث بریلوی کو ایک استفتاء بھیجا جس کے جواب میں محدث بریلوی کا فتویٰ آیا جو ڈاکٹر محمد اقبال کے ملاحظہ سے بھی گزرا ـــــــ اسی زمانے میں ترک موالات کے سلسلے میں ایک اور استفتاء لائل پور سے ۲۱ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء کو بھیجا گیا جس کے جواب میں محدث بریلوی نے یہ محققانہ رسالہ تحریر کیا جو دو قومی نظریہ پر حرفِ آخر ہے۔ اس میں موالات، ترکِ موالات، معاملت، ترکِ معاملت وغیرہ پر مدلل بحث فرمائی ہے ـــــــ سب سے پہلے ذمّی، حربی، مستامن وغیرہ سے موالات و ترک موالات پر بحث کی ہے پھر موالات کی اقسام بیان کی ہیں ـــــــ آخر میں استعانت پر بحث کی ہے اور تین حالتوں کا ذکر کیا ہے پھر یہ فیصلہ صادر کیا ہے :ـــــــ

> موالات مطلقاً ہر کافر مشرک سے حرام ہے اگرچہ ذمّی، مطیع اسلام ہو، اگرچہ اپنا باپ یا بیٹا یا بھائی یا قریبی (عزیز) ہو[1]

ترکِ موالات سے متعلق اپنی تحقیق بیان کرنے کے بعد ہندو مسلم اتحاد پر علماء نے جو دلائل قائم کئے تھے ان کا رد کیا اور یہ ظاہر کر دیا کہ ہندوؤں کے لیڈر گاندھی، ہندوؤں کے مقابلے میں مسلمانوں کے قطعاً خیر خواہ نہیں اس لیے علماء اور عوام کا ان کی قیادت پر بھروسہ کرنا کسی طرح مسلمانوں کے حق میں مفید نہیں

---

[1] احمد رضا خان، المحجۃ المؤتمنہ، مطبوعہ لاہور

بلکہ مضر ہے ـــــــ اس کے بعد ترکِ موالات کے مذہبی، تاریخی، سیاسی، معاشی، اور اقتصادی پہلوؤں پر روشنی ڈال پھر مخالفین اسلام کا نفسیاتی تجزیہ کیا جس کا پیچھے ذکر کیا جا چکا ہے اور آخر میں بڑی دردمندی اور دلسوزی کے ساتھ مسلمانانِ ہند کو تنبیہ کرتے ہیں :۔

تبدیلِ احکام الرحمٰن اور اختراعِ احکام الشیطان سے ہاتھ اٹھاؤ ـــــــ مشرکین سے اتحاد توڑو ـــــــ مرتدین کا ساتھ چھوڑ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن تمہیں اپنے سایہ میں لے ـــــــ دنیا نہ ملے، نہ ملے ـــــــ دین تو ان کے صدقے میں ملے[۱]ـــــــ

ہمارے خیال میں یہی وہ رسالہ ہے، جس نے فکرِ اقبال کو متاثر کیا اور یہی وہ رسالہ ہے جس نے فکرِ جناح کو متاثر کیا کیونکہ دونوں کے سیاسی افکار میں تبدیلی کا یہی زمانہ ہے۔ اس دور میں کسی نے اس شد و مد کے ساتھ ہندو مسلم اتحاد کے خلاف آواز نہیں اٹھائی جس شد و مد کے ساتھ محدث بریلوی نے آواز اٹھائی کہ پاک و ہند کا گوشہ گوشہ گونج اٹھا اور سب ان کے مخالف ہو گئے مگر جب جذبات ٹھنڈے ہوئے تو محدث بریلوی کی بصیرت کے سب قائل ہونے لگے[۲]۔

---

[۱] احمد رضا خان : المحجۃ المؤتمنۃ، مطبوعہ لاہور

[۲] تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل مقالات ملاحظہ فرمائیں :۔

(ا) علامہ سید الزماں حمدوی : امام احمد رضا کی دینی و سیاسی بصیرت، المیزان (بمبئی) مارچ ۱۹۷۶ء

(ب) علامہ سید محمد ہاشمی : امام احمد رضا اور جنگِ آزادی، ایضاً، ص ۳۷۷-۳۰۸

(ج) علامہ سید نور محمد قادری : اعلیٰ حضرت کی سیاسی بصیرت، انوارِ رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء، ص ۲۱۴-۲۹۵

(د) محمد مرید احمد چشتی : خیابانِ رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء

المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ

از افادات

مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ اعلیحضرت جناب محمد احمد رضا خاں قدس سرہٗ

مکتبہ حامدیہ — گنج بخش روڈ — لاہور

۱۰

مخطوطات

محدث بریلوی کی مطبوعات سے زیادہ مخطوطات ہیں۔ تقریباً ایک سو مخطوطات کے عکس راقم کے کتب خانے میں موجود ہیں جو تیس سے زیادہ علوم و فنون پر مشتمل ہیں۔ ذیل میں ان مخطوطات میں سے علوم عقلیہ پر ۲۰ مخطوطات کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

① اطائب الاکسیر فی علم التکسیر — ۱۲۹۶ھ / ۱۹۷۸ء

② الموہبات فی المربعات — ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء

③ عزم البازی فی جو الریاضی — ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء

④ الصراح الموجز فی تعدیل المرکز — ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء

⑤ الجمل الدائرہ فی خطوط الدائرہ — ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء

⑥ الجداول الرضویہ — ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۴ء

⑦ کشف العلہ عن سمت القبلہ — ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء

⑧ مسفر المطالع للتقویم والطالع — ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء

⑨ حل المعادلات لقوی المکعبات — ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

⑩ ۱۱۵۲ نقوش مربعات — ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء

⑪ المعنیٰ المجلی للمغنی والظلی — ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء

⑫ البرہان القویم علی العرض والتقویم — ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء

⑬ میل کواکب و تعدیل ایام — ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء

(۱۴) رسالہ ابعاد قمر ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء

(۱۵) رسالہ در علم مثلث ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء

(۱۶) مقالہ مفرودہ درنسبت تصفین جزء مطلوب الوقت ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء

(۱۷) الکسر العشری والتیقنی ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء

(۱۸) استخراج تقویمات کواکب ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء

(۱۹) طلوع وغروب نیرین ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء

(۲۰) معدن علومی درسنین ہجری وعیسوی ورومی ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء

علامہ محمد ظفر الدین رضوی (والد ماجد ڈاکٹر مختار الدین آرزو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) نے اپنی کتاب المجمل المعدد لتالیفات المجدد (۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء) میں مندرجہ ذیل مصنفات کا ذکر کیا ہے۔ جو محدث بریلوی نے عربی زبان میں تحریر کیے ہیں:۔

(۱) شرح ہدایۃ النحو ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء

(۲) ضوء النہایہ فی اعلام الحمد والھدایہ ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۳ء

(۳) السعی المشکور فی ابداء الحق المہجور ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء

(۴) حسن البراعہ فی تنفیذ حکم الجماعہ ۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۱ء

(۵) الزلال الانقی من سبقۃ الاتقی ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء

(۶) البشری العاجلہ من تحت آجلہ ۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۲ء

(۷) المقالۃ المسفر عن احکام البدعۃ المکفرہ ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء

(۸) جمال الاجمال لتوقیف حکم الصلوۃ فی النعال ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء

(۹) منزع المرام فی التداوی بالحرام ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء

(۱۰) البارقۃ اللمعا علی سامد نطق بالکفر طوعا ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء

(۱۱) جمل مجلیان الکروۃ تنزیہا لیس بمعصیۃ ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء

(۱۲) التاج المکلل فی انارۃ المدلول کان یفعل — ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۶ء

(۱۳) ازہار الانوار من صبا صلوۃ الاسرار — ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء

(۱۴) صیقل الرین عن احکام مجاورۃ الحرمین — ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء

(۱۵) ازکی کافل لحکم القعدہ فی المکتوبۃ والنوافل — ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء

(۱۶) زہر الصلوۃ من شجرۃ اکارم الہداۃ — ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء

(۱۷) الحلاوہ والطلاوہ فی حکم توجب سجود التلاوۃ — ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۷ء

(۱۸) الاشکال الاقیدس تنکس اشکال اقلیدس — ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء

(۱۹) اللمع الملیح فیما نہی عن اجزاء الذبیح — ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء

(۲۰) الصافیۃ الموحیہ لحکم جلود الاضحیہ — ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء

(۲۱) الطرہ فی ستر العورہ — ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء

(۲۲) نفح الملیک فی حکم التملیک — ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء

(۲۳) یسر الزاد لمن ام الضاد — ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء

(۲۴) بوارق تلوح من حقیقۃ الروح — ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء

(۲۵) الکاس الدہاق باضافۃ الطلاق — ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء

(۲۶) مدارج طبقات الحدیث — ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء

(۲۷) نقد البیان لحرمۃ ابنۃ اخی اللبان — ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء

(۲۸) ہادی الاضحیہ بالشاۃ الہندیہ — ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء

(۲۹) اجلی ابداع فی حد الرضاع — ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء

(۳۰) النقد التبجیلی فی عجیبین النارجیلی — ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء

(۳۱) اقمار الانشراح لحقیقۃ الاصباح — ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء

(۳۲) کلام الفہیم فی سلاسل الجمع والتقسیم — ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء

(۳۳) حادة الطلوع والممر للسیارة والنجوم والقمر — ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

(۳۴) نسمات العنبر فی محل النداء بازاء المنبر — ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء

(۳۵) نور عینی فی الانتصار للامام العینی — ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء

(۳۶) الرمق البہیج فی آداب التخریج

(۳۷) جبقری حسان فی اجابة الاذان — ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء

(۳۸) شوارق النفا فی حد المصر والفنا — ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء

(۳۹) لمعة الشمعہ فی اشتراط المصر للجمعہ — ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء

(۴۰) احسن الجلوہ فی تحقیق المیل والذراع والفرسخ — ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء

(۴۱) البحث الفاحص عن طرق احادیث الخصائص — ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء

(۴۲) الثواقب الرضویہ علی الکواکب الدریہ — ۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء

(۴۳) الجد اول الرضویہ للمسائل الجفریہ — ۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء

(۴۴) الاجوبة الرضویہ للمسائل الجفریہ — ۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۳ء

(۴۵) حمائد فضل رسول — ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء

(۴۶) مدائح فضل رسول — ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء

(۴۷) ازاحة جوانح الغیب عن ازاحة اہل العیب — ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء

(۴۸) الجلاء الکامل لعین قضاة الباطل — ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء

(۴۹) انباء الحی ان کتابہ المصون تبیان لکل شیٔ — ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء

(۵۰) اللؤلؤ المعقود لبیان حکم امرأة المفقود — ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء

پروفیسر محی الدین الوائی جو بیس سال ازہر یونیورسٹی (قاہرہ) میں دینی اور علمی خدمات میں مصروف رہے اور اب مدینہ یونیورسٹی (مدینہ منورہ) میں یہی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اپنے ایک مقالے میں محدث بریلوی کی تصنیفات پر

بولتے ہوئے لکھتے ہیں :-

مولانا احمد رضا کی تصنیفات تقریباً پچاس علوم و فنون میں ہیں جن فنون پر آپ نے تصنیفات کی ہیں ان میں سب سے زیادہ نادر زیجات (وہ جدول جن سے ستاروں کی رفتار پہچانی جاتی ہے) وجبر و مقابلہ و علم طبقات الارض سے ہے[1]

پھر آخر میں لکھتے ہیں :-

مولانا احمد رضا خاں آنے والی نسلوں کے لیے اپنی تصنیفات کے قیمتی ذخائر و علمی و فکری سرگرمیوں سے بھرے خزانے چھوڑ کر ۱۳۴۰ھ میں اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرما گئے[2]

محمد مسعود احمد

پرنسپل

گورنمنٹ ڈگری کالج

ٹھٹھہ (سندھ)

---

[1] صوت الشرق (قاہرہ) شمارہ فروری ۱۹۷۰ء ص ۱۷ - ۱۸

حواشي المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة للسخاوي

بسم الله الرحمن الرحيم

ص٢ قوله وصبا من ابي مالك الاشعري - عند الطبراني في الكبير ١٢

قوله وابي زينب وعتبة بن غزوان - عند ابي داؤد ١٢

ص٢ قوله وهو متفق عليه عن ابي هريرة مرفوعا - اقول لم اره لمسلم الا ان فيه قوله صلى الله تعالى عليه وسلم للمجذوم انا قد بايعناك فارجع نعم هو في صحيح البخاري بلفظ فر من المجذوم كما تفر من الاسد واليه وحده عزاه في المشكوة وكذا الامام النووي في شرح مسلم تحت حديثه المذكور وكذا الامام السيوطي في ذيل الجامع الصغير ١٢

ص٣ قوله ونظر بجوهر الخ - هو بمنطق ١٢

ص٤ قوله لعثمان بن عفان مرفوعا افضل العبادات احمزها - وكذلك رواه عنه القضاعي بلفظ خير العبادة اخفها كما في الجامع الصغير قال قال الحافظ ابن حجر يروى بالموحدة وبالمثناة التحتية ١٢

ص٤ قوله وزعم ابن عدي ان هذا الحديث من موضوعات جعفر بن محمد بن علي بن ابان لا شك وكذا عده الذهبي من اباطيله وانما اورده في الجامع الصغير ١٢

ص٤ قوله عن عائشة مرفوعا بهذا - اقول بل اورده في الجامع الكبير ص $\frac{١٣٣}{١}$ وقال في آخره الديلمي عن ثوبان فافاد انه مروي عنه ١٢

قوله وعند البيهقي معناه في المرفوع من حديث اسماعيل بن عبد الله - قلت رحمك الله لقد انبدت الصحيحة فقد اخرج الشيخان عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول الله تعالى انا عند ظن عبدي بي وانا معه

عکسِ نوادرات

امام احمد رضا کے قلمی کتب و رسائل اور شروح و حواشی
کے چند نمونے

تِلْكَ اٰثَارُنَا تَدُلُّ عَلَيْنَا
فَانْظُرُوا بَعْدَنَا اِلَى الْاٰثَارِ

(تفسیر)

حاشیہ تفسیر معالم التنزیل (ابو محمد حسین بن مسعود البغوی م ۵۱۶ھ)

حواشی معالم التنزیل المحی السنۃ ابی الحسن البغوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قولہ تعالیٰ من اٰمن باللہ والیوم الاخر — الایمان باللہ تصدیق جمیع ضروریات الدین فان من کذب شیئا منہا فقد کذب ربہ فکفر بہ فکیف یؤمن بہ وفیہ تصدیق الیوم الاخر لانہ مہتما بالشان کما فعلنا لشان قولہ عزوجل والذین یؤمنون بما انزل من قبلک وبالاخرۃ ہم یوقنون مع دخولہ فی الاولین ۱۲

قولہ وقال ابن جریج والسدی — وابن عباس فی روایۃ اخری عند ابن جریر ۱۲

قولہ وقال الکلبی کل الفحش فی القرآن فہو الزنا الا ہذا — ما اسمج واشنع وافحش تعبیرہ لم لا یقول انما الی ذکر لفظ الفحش فی القرآن المجید فالمراد بہ الزنا الا ہذا ۱۲

قولہ وقال سعید بن جبیر سبع لیال — رواہ الفاتحہ کما فی ابن جریر والدر المنثور ۱۲

قولہ قال ابو قلابۃ — بل ہو نحوہ منہ مرفوعا عند الدارقطنی ۱۲

قولہ ما یرکونہ بالحجلیۃ — اقول سبحن اللہ انعقل مثل ہذا من بعض المجہولات وانا احقق ان الطوع لا یدرک بیروی ۱۲

قولہ ہو رفع عطفا علی اسم اللہ — قلت لکن علیہ انتقض الاہدال وہو انا لیقتصر علی اسم الا قول ۱۲

قولہ فہو لہا بہم رؤف رحیم — وہو انما محض التفضل ولا یجب علیہ شئ ۱۲

قولہ واراد بالاکثر جمیع — اقول لا شک ان منہم من لا یتبع ذنا ولا دنیا ولا ادنے شبہۃ انما یتبع بہوی نفسہ عنادا واستکبارا مع استیقانہ بالحق ۱۲

قولہ یوجد فیہم الدین والعمل — اقول علیک بشفاء الامام القاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فان فیہ الشفاء ۱۲

تفسیر

حاشیۃ تفسیر الدر المنثور (جلال الدین بن عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی م ۹۱۱ھ)

حاشیۃ الدر المنثور للعلامۃ السیوطی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قولہ اخرج ابن عساکر بسند ضعیف — اذ ہو من طریق السدی عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس وقد سماہا الحافظ سلسلۃ الکذب ۱۲

قولہ وثعلبۃ بن غنمہ وجابر جلان بن العار — الذی فی المعالم والبیضاوی وابی السعود وغیرہا ثعلبۃ بن غنم قال الشہاب غنم بغین معجمۃ ونون بوزن فعل ۱۲

ثم راجعت الاصابۃ فظہر الصواب بحمد اللہ

قولہ تعالی انہ ثعلبۃ بن غنمۃ بفتح العین والنون ابن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمۃ الانصاری السلمی الخزرجی فلا یتم السیوق الی جدہ جدہ ولا الی ان تصحیف ۱۲

قولہ واخرج عبد بن حمید — ہو وکیع کما تقدم ۱۲

قولہ واعلم ان اللہ عزیز — ای وحدہ الترجمۃ لقولہ تعالی یاتینک سعیا ۱۲

قولہ واخرج ابن جریر عن عطاء الخراسانی الخ — وسیاتی فیہ ما یوافق سائر الائمۃ ۱۲

قولہ واخرج عن ابن جبیر بالحین — قلت واخرج الدارمی عن سعید بن جبیر قال کونوا ربانیین قال علماء فقہاء ۱۲

قولہ ان اللہ ذو حکمۃ — لعلہ اتانا بدلیل قرینہ ۱۲

قولہ فیہ آیات بینات علی الحاج — ای بتعنت الحج ۱۲

قولہ واخرج عبد بن حمید — وابن ابی شیبۃ کما اتی ص ۱۲

قولہ واخرج ابن ابی شیبۃ والحاکم — وعبد بن حمید والبیہقی کما ص ۱۲

(حديث)

شرح صحيح البخاري (ابو عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري م ٢٥٦ھ)

س ٢١

بسم الله الرحمن الرحيم

قوله نازل بجار — قوله بجار بضم الجيم وتشديد الميم معناه طلع النخل ١٢

قوله صلى حيث المسجد الصغير الذي بناه الناس ظنا منهم ان فيه مصلى النبي صلى الله
عليه وسلم وكان ابن عمر رضي الله تعالى عنهما يرى ان المصلى جنبه ١٢

قوله المسجد — لا بالمسجد بل قريبه ١٢

قوله التوالخ عن يمينك حين تقوم — اى مصلى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قريب
المسجد متقدما منه الى جانب مكة مائلا الى المغرب فيكون عن يمين المصلى
لكونه مائلا الى الغرب ويكون القيام امامه لكونه متقدما الى الجنوب فلذا كان
ترك المسجد عن يساره ووراءه كما سيأتي ١٢

قوله وانت ذاهب الى مكة بينه — تعيين طريقان يكون احدهما على يمينك اذا كنت
يكن الاخرى عن يمينك والمراد منها ١٢

قوله وان ابن عمر كان يصلي — لم يكن يصلي بذلك المسجد الصغير بل كان يصلي الخ

قوله دون المسجد — يعني ذلك المسجد الكبير ١٢

قوله وانت ذاهب — قيده بذلك لان الجائي من مكة يكون له منصرف المرو
الشمالي والمراد منها الحد الجنوبي ١٢

قوله وقد ابتنى ثم — اى حيث مصلى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ١٢

قوله ثم مسجد — ذلك المسجد الصغير ١٢

(حديث)

شرح ابن ماجه (محمد بن يزيد بن ماجة القزويني، م ٢٧٣ھ)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

قوله ثنا زيد بن الحباب صدوق يخطئ من رجال مسلم والاربعة ١٢

قوله عن معاوية بن صالح صدوق له اوهام من رجال مسلم والاربعة ١٢

قوله حدثنا علي بن المنذر قال ابن ابي حاتم صدوق ثقة وقال النسائي شيعي محض ثقة ١٢

ميزان الاعتدال ولم يذكر فيه جرحا ١٢

قوله ثنا المقبري عبد الله بن سعيد ١٢

قوله علي بن فضيل من [illegible] ما ليس له ترجمة كما لا يخفى ١٢

قوله هو سعيد بن كيسان بن سعيد المقبري هذا خطأ لانه ليس له ابن اسمه سعيد بن كيسان لا يروي عن جده بل هو عن ابيه رواية وعلى المراد بالمقبري ههنا ابنه سعيد وهو ابن كيسان بن سعيد المقبري صاحب ابي هريرة رضي الله عنه ١٢

لكن قال في تهذيب التهذيب في سعيد انه له في ابن ماجه حديث واحد لا يقطع في غمر ولا كثر وذكر انه لا يحدث الا عن ابيه عبد الله وذكر حديثه عن ابيه في مستدرك الحاكم كانه سقط عبد الله من اسناده فانظر وتأمل وحقق قال الذهبي في الميزان ان اتكل عن ثقته عبد الله ١٢

ثم ظهر لي ان عبد الله وهو جد محمد من مراده بالمقبري هو ابو سعيد هذا عبد الله بن سعيد عن ابي سعيد المقبري جده ابو سعيد كيسان المقبري صاحب ابي هريرة رضي الله تعالى عنه وعبد الله هذا يروي عن جده وعنه محمد بن الفضيل كما نص عليه في تهذيب التهذيب وعبد الله هذا متروك ذاهب الحديث واه بمرة ١٢

(حدیث)

حاشیہ شرح الصدور (جلال الدین بن عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی م ۹۱۱ھ)

الشیخ احمد رضا خان البریلوی

۱۲۷۲ — ۱۸۵۶

حواشی شرح الصدور للامام السیوطی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ص ۴ قولہ (اخرج) عن ابی ہریرۃ — واخرج الخطیب فی المتفق والمفترق عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ما من مولود الا وفی سرتہ من تربتہ التی خلق منہا حتی یدفن فیہا وانا وابوبکر وعمر خلقنا من تربۃ واحدۃ فیہا ندفن ذکرہ فی الاکتفاء فی الکتاب فضائل الشیخین۔ واخرج عبد بن حمید وابن المنذر عن عطاء الخراسانی قال ان الملک ینطلق فیاخذ من تراب المکان الذی یدفن فیہ فیذرہ علی النطفۃ فیخلق من التراب ومن النطفۃ وذلک قولہ تعالیٰ منہا خلقنکم وفیہا نعیدکم ذکرہ المصنف فی الدر المنثور تفسیر طٰہٰ ۱۲

ص ۴ قولہ ویعمق لہ فی قبرہ — ای قدر القامۃ او نحوہا ۱۲

قولہ ولا تعمقوا فان خیر الارض — ای اکثر من قدر القامۃ بدلیل ما بعدہ ۱۲

ص ۷ قولہ [illegible] لم یؤذن لی — ھو ابنہ من ام [illegible] ۱۲

ص ۷ قولہ فیہ لیقوم ولیقعد ولیسمع ولیبصر ولیعلم ما تعلم الدواب — اقول افاد ان النفس ہو الروح الحیوانی والروح ہو الروح الانسانی ومنہ قال سیدی شیخ الشیوخ فی العوارف

ص ۷ قولہ وہذا یدل ان القلب محل الروح — قلت بل ہذا اوضح قول الامام حجۃ الاسلام ان القلب ہو الروح ۱۲

(حدیث)

حاشیہ اشعۃ اللمعات (شیخ عبد الحق محدث دہلوی م ۔۔۔)

حواشی اشعۃ اللمعات للشیخ عبد الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قولہ مشہور از خوف تدلیس معتبر نیست - این بر طریق محدثان ست اما کتاب (الاکمال)
حقیقت ارسال را تا ارج نداشتہ باحتمال وخوف او چہ رسد کما لا یخفی علیہ
فی فصول البدائع وغیرہا من کتبہا

قولہ متصل السند تا منتہی ثابت شدہ باشد - این قید بر رنگ محدثان ہست
نزد ائمہ حنفیہ وجمہور ائمہ نہ اتصال شرط صحت وصفات نہ انقطاع موجب ضعف ۱۲

قولہ احادیث مستور و مدلس و مرسل - این ہم بر طریق محدثان ست نزد
ائمہ حنفیہ احادیث مستور و مدلس و مرسل ہمہ مقبول است بے حاجت اعتبار
واعتضاد کما لا یخفی علیہ ۱۲

قولہ اگر زیادہ از دو بود مشہور و مستفیض خوانند - این نیز باصطلاح محدثان ہست
نزد ما اینہمہ آحاد ست و مشہور آنکہ در قرن اول آحاد بودہ باز متواتر شد
کما فی مسلم الثبوت وشرحہ ۱۲

قولہ متہم بکذب ... حدیث متہم بالکذب نیز در فضائل مقبول است ۱۲

قولہ در کتب احادیث موجود این خطوط در نظر نیامدہ - اقول قد وقع فی سنن
ابن ماجہ من حدیث جابر بن عبد اللہ خط خطین عن یمینہ وخط خطین عن یسارہ ۱۲

قولہ عمر بن عوف الانصاری است - الصواب عمرو بن عوف کما فی الترمذی ۱۲

قولہ حاضر شد بدر را و سکونت کرد مدینہ را الخ - این مسامحت ہست از
حضرت شیخ قدس سرہ العزیز فان راوی ہذا الحدیث عمرو بن عوف بن زید
بن ملحۃ المزنی مات فی خلافۃ الامیر معویۃ والذی شہد بدرا عمرو بن عوف الخ

(حاشیہ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف، جلال الدین بن عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ)

كتاب الكشف عن مجاوزة
هذه الأمة الألف
تأليف الشيخ الإمام العالم العلامة
فريد عصره ووحيد دهره
الشيخ جلال الدين السيوطي
رحمه الله تعالى ونفعنا بعلومه
في الدنيا والآخرة

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

وبعد

فقد كثر السؤال عن الحديث المشتهر على ألسنة الناس
أن النبي صلى الله عليه وسلم لا يمكث في قبره ألف سنة
وأنا أجيب بأنه باطل لا أصل له ثم جاءني رجل في
شهر ربيع من هذه السنة وهي سنة ثمان وتسعين
وثمانمائة ومعه ورقة بخط ذكر أنه نقلها من
فتوى أفتى بها بعض العلماء ممن أدركته باليمن

(حدیث)

حاشیہ الترغیب والترہیب (زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی م ۶۵۶ھ)

حواشی الترغیب والترہیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ع قوله الحمد لله الملك المجيد الغني الحميد — الحمد لله الذي من على عباده بطوله و
تحنن عليهم برحمته وفضله والصلوة والسلام على اشرف رسله وآلهم الله
اغنين الى سبله سيدنا محمد وصحبه وآله قد حسنه وجماله وعزه
وجلاله وفضله وكماله وجوده ونواله ولمن وافضا
له وحسن خصاله وطيب فعاله وبعد فمن الله علي بهذا الكتاب
الكريم اختشيا في بلد الله الحرام في شهر الله الحرام ذي الحجة عام خمس وتسعين
بعد الالف ومائتين من هجرة رسول الثقلين صلى الله عليه وسلم وعلى آله وصحبه
اجمعين وبارك وسلم من الشيخ حسين الحجاج الوكيل من مالك الكتب بوساطة
حضرة شيخي واستاذي سراج بلد الله الامين مولانا عبد الرحمن بن مولانا عبد
السراج رحمه الله تعالى وادام ظلاله علينا ذوي سنا والحمد لله فحمه قاله
فمه ورقمه بقلمه عبده المفتاق الى رحمته احمد رضا البريلوي عفى الله له ذنوبه آمين ۱۲

ع قوله في مسجد الفتح — هو مسجد بالمدينة دعا النبي صلى الله عليه وآله وسلم فيه فاستجيب له
ع قوله وليشتمل على فصول — الفتح في الفقه وقيام الساعة والجنة والحساب و
الحوض والميزان

ع قوله ان الشيطان قد يئس — هذه القطعة قد اخرجها مسلم والترمذي بزيادة
ولكن في التحريش بينهم عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما ۱۲

حاشیہ الاشباہ والنظائر (زین العابدین بن ابراہیم نجیم الحنفی المصری م ۹۷۰ھ)

حواشی حاشیة الاشباہ والنظائر للعلامۃ الحموی

بسم الله الرحمن الرحيم

قوله واما فی العبادات کلها فهی شرط صحتها الخ
کلها

اقول للنکاح عبادۃ حتی قیل لیس لنا عبادۃ شرعت من زمن آدم علیه السلام وتستمر فی الجنة الا النکاح و الایمان مع انه یصح بالهزل والتحقیق ان الصحیح لا یستلزم التعبد وکل نکاح لیس عبادۃ بل العبادۃ ما نوی فیه امتثال الامر واقتفاء سنة خیر البشر صلی الله علیه وسلم فلا نقض والله اعلم هذا ما عندی ۱۲ قوله فمن شرط صحتها

قوله بدلیل قولهم ان الاسلام المکرہ صحیح ولا یکون مسلما اقول یعنی قضاء اما دیانة فلا اسلام الا بالتصدیق ولا تصدیق الا بالنیة ۱۲

قوله لا حاجة الی هذہ بعد قوله بخلاف الکفر فانه یفید معناہ اقول مفادہ ان الکفر یتحقق بمجرد النیة واین هذا من انه لا یتحقق الا بالنیة فالحاجة باقیة ۱۲

قوله بانها اتباع المصلی فی جزء من صلاته متبوع شدن نمازی را در پاے اندر نماز خویش ۱۲

الفوائد المتعلقة برسم المفتی الواقعة فی رد المحتار (۱)

قول محمد لایفتی بہ ما وجد قول ابی یوسف الا ان یصح او یقوی وجہہ ص ۲
انما یأثم بترک الواجب او السنة ص القنیة مشہور بضعف الروایة ص ۸۲ / ۵۹
مسئلة القدیمة ص ۲۳ - التخلف نادرا لایقدح فی الکلیة ص ۸۳ / ۵۵ -
کتاب الحیض موضوع لنقل الراجح المعتمد ص ۲۵۹ - العمل بما علیه الاکثر ص ۵۴۳
المجتہد اذا رجع عن قول لایجوز العمل بہ ص ۲۳۴ - روی کذا یشعر بالضعف
ص ۸۰۸ - قد یقول ظاہر و یرید المتبادر دون ظاہر الروایة ص ۸۰۳ - عبر
بالاصح بدل الصحیح والخطب سہل ص ۵۲۷ - قد یقال علی المذہب و یراد بہ
مذہب المتاخرین المفتی بہ ص ۵۹۱ - الظاہر اعتمادہ للتفریع علیہ ص ۶۵۶ -
اطلاق الکراہة علی ما یشمل المعنیین کثیر فی کلامہم ص ۹۲۵ قریبا منہ ص ۳۵۳ -
الاقتصار علی بعض الصور لایوجب ان یکون المسکوت عنہ مخالفا فی الحکم المذکور
ص ۱۶۸ - قالوا وقیل کلاہما یشعران بالضعف ص ۹۱۳ - ہذا قول ابی یوسف
لایلزم قول الطرفین خلافہ اذا ذکرہ فی مقابلة روایة الحسن مثلا اذ لو کان
کذلک لناسب مقابلة لقولہما لا بروایة الحسن ص ۹۱۸ - لابد للکراہیة من دلیل
خاص ص ۸۶۹ - ص ۸۲۶ ص ۸۲۳ قد یعبر ببعض مذہب الشیخین ص ۱۹
لایفعل ای لایحسن ص ۵۱۰ - اصطلح الامام الشافعی علی انہ یرید بقولہ لا اعلم

(فلسفه)

(الهدية السعيدية في الحكمة الطبعية، لمولانا فضل حق خيرآبادي م ١٢٧٨ﻫ)

وسنعود الى تفصيل ذلك ان شاء الله تعالى **فصل** واذ قد بطل تألف الجسم من الاجزاء التي لا تتجزى ثبت انه متصل في ذاته فان الاتصال ليس عارضا له خارجا عن ماهيته لان الاتصال لو كان عارضا في مرتبة متأخرة عن حد ذاته فهو في حد ذاته اما ان يكون من المجردات المقدسة عن الامتداد والانفصال فلا يكون جسما او يكون في حد ذاته مركبا من الاجزاء التي لا تتجزى وقد تحقق بطلانه فثبت ان الجسم متصل في حد نفسه والحكماء بعد اتفاقهم على هذا القدر اختلفوا في ماهيته فقال الاشراقية انه جوهر بسيط في الخارج هو بنفسه متصل وليس له في الخارج جزءان اصلا وذهب بعضهم الى انه مركب في الخارج من جوهر وعرض هو المقدار وذهب المشائية الى انه مركب من جوهرين يسمى احدهما بالهيولى والآخر بالصورة الجسمية ونحن نريد ان نقرر مذهبهم وبيانه على حسب مطلبهم في هذا المختصر واما التحقيق فيما هو الحق فقد احلناه على كتب اخر فنقول ان الجسم مركب من جزئين يحل احدهما في الآخر اي يقوم به باعتباره والجزء الذي هو المحل جوهر بذاته ليس متصلا في نفسه ولا منفصلا في حد ذاته ولا واحدا بالوحدة الاتصالية ولا كثيرا بالكثرة الانفصالية والجزء الذي هو الحال جوهر قائم بالجزء الاول متصل في حد ذاته وواحد بنفسه بالوحدة الاتصالية ويسمى الجزء الاول الهيولى والجزء الثاني بالصورة الجسمية وبيان ذلك ان الجسم المفرد كالماء والهواء والشمع

[illegible]

(حاشیات)

تدبیر فلاح و نجات و اصلاح (امام احمد رضا خان بریلوی، م ۱۳۴۰ھ)

مسلمانانِ ہند کی حقیقی ترقی و فلاح کی صحیح تدبیریں اور علمائے ربانی کی باہمت رائیں۔

جن سے

روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ مسلمانوں کے مصائب کا اصلی راز کیا ہے اور انکو

اپنی نیز ترکی سلطنت کی امداد کا کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے

مسمّٰی بہ نام تاریخی

تدبیر فلاح و نجات و اصلاح

۱۳۳۱ھ

جسکو

حضور پُرنور اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

محض مسلمانوں کی فلاح و ترقی اور نجات و اصلاح کے لیے مرتب فرمایا

اور

محمد حسنین رضا خاں نے اپنی اہتمام سے حسنی پریس بریلی میں چھپوا کر شائع کیا

بار دوم ۱۰۰۰ جلد

قیمت ۱؍

۱۲

مآخذ و مراجع

احمد رضا خاں، امام : رسائل رضویہ، جلد ثانی، مرتبہ علامہ محمد عبد الحکیم اختر شاہجہاں پوری مظہری، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء

" " : حدائق بخشش، حصہ سوم، مطبوعہ بدایوں

" " : قصیدہ آمال الابرار و آلام الاشرار، مطبوعہ پٹنہ، ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء

" " : الاستمداد علی اجیال الارتداد، مطبوعہ فیصل آباد ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء

" " : الکلمۃ الملہمہ فی الحکمۃ المحکمۃ لوہاء فلسفۃ المشئمۃ، مطبوعہ دہلی

" " : نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان، مطبوعہ لکھنؤ

" " : فتاویٰ رضویہ، جلد ششم، مطبوعہ ٹانڈہ، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء

" " : مقال عرفاء باعزاز شرع و علماء، مطبوعہ دہلی

" " : عطایا القدیر فی حکم التصویر، مطبوعہ بریلی، ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء

" " : شفاء الوالہ فی صور الحبیب و مزارہ و نعالہ، مطبوعہ بریلی

" " : جلی الصوت لنہی الدعوۃ امام الموت، مطبوعہ بریلی

" " : بریق المنار بشموع المزار، مطبوعہ لاہور

" " : اجلی التحبیر فی حکم السماع و المزامیر

احمد رضا خان، امام : حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور

" : الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ، مطبوعہ کراچی

" : فتاویٰ رضویہ، جلد اوّل، مطبوعہ بمبئی

" : فتاویٰ رضویہ، جلد سوم، مطبوعہ مبارک پور

" : فتاویٰ رضویہ، جلد یازدہم، مطبوعہ کراچی

" : الکشف شافیا حکم فونو جرافیا، مطبوعہ لاہور

" : قصیدہ غوثیہ (منظومہ) مطبوعہ لاہور

" : الرمزۃ القمریہ فی الذب عن الخمریہ، مطبوعہ لاہور

" : حدائق بخشش، جلد اوّل و دوم، مطبوعہ کراچی

" : تدبیر فلاح ونجات واصلاح، مطبوعہ کلکتہ، ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء

" : حجب العوار عن مخدوم بہار، مطبوعہ لاہور

احمد عبدالغفور عطار : شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب

ابن عابدین شامی : ردّالمحتار شرح دُرِّ مختار، مطبوعہ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۳ء

اسمٰعیل دہلوی : صراط مستقیم، مطبوعہ دیوبند

اشرف علی تھانوی : حفظ الایمان

اعجاز ولی خاں : ضمیمہ المعتقد المنتقد، مطبوعہ لاہور

امداد اللہ مہاجر مکی : فیصلہ ہفت مسئلہ (مع تشریح وتوضیح مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی) مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، جلد ہفتم، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور

نور زماں : سیستان، مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۰ء

جاوید اقبال : زندہ رُود، جلد ثانی، مطبوعہ لاہور

بدر عالم : فیض الباری، جلد اوّل، مطبوعہ دیوبند، سنہ ۱۴۰۱ھ / سنہ ۱۹۸۰ء

حسن رضا خاں، ڈاکٹر : فقیہ اسلام، مطبوعہ الٰہ آباد، سنہ ۱۴۰۲ھ / سنہ ۱۹۸۱ء

حسنین رضا خاں : سیرت اعلیٰ حضرت (مرتبہ سید مظہر قیوم)، مطبوعہ سلی بھیت سنہ ۱۴۰۴ھ / سنہ ۱۹۸۳ء

حسین احمد دیوبندی : نقش حیات، جلد ثانی، مطبوعہ دہلی

" " : الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، مطبوعہ لاہور

خلیل احمد انبیٹھوی : المہنّد علی المفنّد، مطبوعہ کراچی۔

خلیل احمد انبیٹھوی : البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ، مطبوعہ دیوبند

رحمان علی مولوی : تذکرۂ علمائے ہند، مطبوعہ لکھنو

رشید احمد گنگوہی : فتاوی رشیدیہ، مطبوعہ دیوبند، سنہ ۱۳۴۱ھ / سنہ ۱۹۲۲ء

رئیس احمد جعفری : اوراقِ گم گشتہ، مطبوعہ لاہور، سنہ ۱۳۸۹ھ / سنہ ۱۹۶۹ء

" " : چراغِ بہ صبح دسمال، مطبوعہ کراچی، سنہ ۱۳۹۶ھ / سنہ ۱۹۷۶ء

زید ابوالحسن فاروقی، مولوی اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان، مطبوعہ دہلی، سنہ ۱۴۰۵ھ / سنہ ۱۹۸۴ء

سلیمان بن عبدالوہاب : الصواعق الالٰہیۃ، مطبوعہ استانبول، سنہ ۱۳۹۵ھ / سنہ ۱۹۷۵ء

سلیمان اشرف بہاری : الرشاد، مطبوعہ علی گڑھ، سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۰ء

شاہ حسین گردیزی : حقائق تحریک بالاکوٹ، مطبوعہ کراچی، سنہ ۱۴۰۳ھ / سنہ ۱۹۸۲ء

شرکت حنفیہ : انوار رضا، مطبوعہ لاہور، سنہ ۱۳۹۸ھ / سنہ ۱۹۷۷ء

عبدالحی ندوی : نزھۃ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر، جلد ہشتم، مطبوعہ کراچی، سنہ ۱۳۹۹ھ / سنہ ۱۹۷۹ء

عبدالنبی کوکب قاضی : مقالات یوم رضا، حصہ سوم، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء

عبدالوحید قاضی : دربارِ حق وہدایت، مطبوعہ پٹنہ

عثمان بن بشیر نجدی : عنوان المجد فی تاریخ نجد، جلد اوّل

علی طنطاوی : محمد بن عبدالوہاب

غلام شبیر قادری : تذکرۂ نوری، مطبوعہ فیصل آباد، ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء

فضل رسول بدایونی : المعتقد المنتقد مع تعلیقات المعتمد المستند، مطبوعہ استانبول ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء

محبوب علی : تاریخ الائمہ (قلمی) مخزونہ جامعہ ہمدرد، نئی دہلی محررہ ۱۲۵۱ھ / ۱۸۳۵ء

محمد بن عبدالوہاب : کشف الشبہات

محمد ایوب قادری، پروفیسر : جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء

محمد برہان الحق جبلپوری : اکرام امام احمد رضا (مرتبہ، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد) مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء

محمد جعفر تھانیسری : حیات سید احمد شہید، مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۹ھ / ۱۹۶۹ء

محمد جلال الدین قادری : امام احمد رضا کا نظریۂ تعلیم، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۴ء

محمد جمیل الرحمٰن قادری : تحقیقات قادریہ، مطبوعہ بریلی، ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء

محمد صادق قصوری : خلفائے اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء

" " : اکابر تحریک پاکستان، جلد اوّل و دوئم، مطبوعہ لاہور

محمد صدیق ہزاروی : تعارف علمائے اہلِ سنت، مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۰ھ / ۱۹۷۹ء

محمد ظفر الدین قادری رضوی: حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی

" " " " : المجمل المعدد لتالیفات المجدد، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء

محمد عبد القدیر بدایونی: ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام، مطبوعہ علی گڑھ، ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء

محمد عبد الحکیم شرف قادری: تذکرۂ اکابر اہلِ سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء

محمد فاروق القادری، پروفیسر: امام احمد رضا اور امور بدعت، مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء

محمد محدث کچھوچھوی: خطبۂ صدارت جمہوریۂ اسلامیہ، مطبوعہ مراد آباد

محمد مرید احمد چشتی: جہانِ رضا، مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء

" " " : خیابانِ رضا، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۲ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر: تحریکِ آزادیٔ ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ، لاہور ۱۴۰۰ھ / ۱۹۷۹ء

" " " " : امام احمد رضا اور عالم اسلام، مطبوعہ کراچی ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء

" " " " : سیرت مجدد الف ثانی، مطبوعہ کراچی، ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء

" " : فاضل بریلوی اور ترکِ موالات، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء

" " : فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء

" " : گناہِ بے گناہی، مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۲ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر : تنقیدات و تعاقبات امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور
۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۱ء

〃 〃 〃 〃 : حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ لاہور
۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء

محمد مصطفےٰ رضا خاں : الطاری الداری لہفوات عبد الباری، مطبوعہ بریلی۔

محمد مقبول احمد قادری : پیغامات یوم رضا، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء

محمد نقی علی خاں : اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد، مطبوعہ سیتاپور،
۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۰ء

محمد یٰسین اختر مصباحی : امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات، مطبوعہ دہلی
۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۵ء

〃 〃 〃 : امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ
الٰہ آباد، ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۷ء

محمود احمد قادری : تذکرۂ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور،
۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء

محمود حسن دیوبندی : الجہد المقل، مطبوعہ ساڈھورہ

〃 〃 : خطبۂ صدارت، مطبوعہ دیوبند

مسعود حسن علوی : آثر حکیم الامت، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۷ء

نصرۃ الابرار : مطبوعہ لاہور

نظامی بدایونی : قاموس المشاہیر، مطبوعہ بدایوں

نور احمد قادری : مقالہ، مطبوعہ، کراچی،
۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۰ء

وحید احمد مسعود : سید احمد شہید کی صحیح تصویر، مطبوعہ لاہور
۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء

ہمفرے : اعترافات، مطبوعہ، لاہور

Barbara D. Metcalf: Islamic Revival in British India-Deoband (1860-1900)

Desai, Ziyaud-din Ahmad: Centres of Islamic Learning in India, Delhi, 1979

Mushirul Hasan: Communal and Pan-Islamic Trends in Colonial India, Delhi, 1981

Usha Sanyal: Maulana Ahmad Riza Khan Bareilvi and the Ahl e Sunnat wa-Jama'at Movement in British India (1870-1921).

Neglected Genius of the East, Lahore, 1978

The Saviour (Nigar Erfaney), Karachi, 1989

A Baseless Blame (Prof.M.A.Qadir), Karachi, 1991 and Durban

The light (Prof. M. A. Qadir), Durban, 1991

Guide and Guidance (Nigar Erfaney), Durban, 1991

Imam Ahmad Raza-Reflections and Impressions, (Prof Zainuddin Siddiqi), Durban, 1992

خانوادۂ محدث بریلی کے تفصیلی حالات کے لیے مندرجہ ذیل ماخذ سے رجوع فرمائیں :-

۱۔ اختر رضا خاں : سفینۂ بخشش (۱۴۰۷ھ)، مطبوعہ بریلی

۲۔ ریاست علی قادری : مفتی اعظم، مطبوعہ کراچی

۳۔ عبد النعیم عزیزی : مفتی اعظم، مطبوعہ بریلی

۴۔ عبد النعیم عزیزی : حجۃ الاسلام، مطبوعہ بریلی

۵۔ عبد المجتبیٰ رضوی : تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ، مطبوعہ دہلی ۱۹۸۹ء

۶۔ محمود احمد قادری : تذکرۂ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور ۱۹۷۲ء

۷۔ محمد شہاب الدین رضوی : مفتی اعظم اور ان کے خلفاء، مطبوعہ بمبئی ۱۹۹۰ء

۸۔ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی : تذکرۂ جمیل، مطبوعہ دہلی ۱۹۹۱ء

۹۔ محمد جلال الدین قادری : خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، گجرات ۱۹۷۹ء

۱۰۔ محمد جلال الدین قادری : محدث اعظم پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء

۱۱۔ محمد ظفر الدین رضوی : حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، مطبوعہ کراچی

۱۲۔ مرزا عبد الوحید بیگ : حیات مفتی اعظم، مطبوعہ دہلی ۱۹۹۰ء

۱۳۔ مفتی اعظم نمبر، ماہنامہ استقامت، کانپور، ۱۹۸۳ء

۱۴۔ مفتی اعظم نمبر، ماہنامہ دامنِ مصطفےٰ، بریلی، ۱۹۹۰ء

۱۵۔ مفتی اعظم ڈائری، مطبوعہ بمبئی۔

ماہنامے

تحفۂ حنفیہ، (پٹنہ) شمارہ ربیع الآخر ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء

" " شمارہ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء

شمارہ جمادی الآخر ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء

الرضا (بریلی) شمارہ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء

" " شمارہ ربیع الآخر و جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء

" " شمارہ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء

" " شمارہ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء

" " شمارہ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء

" " شمارے رجب المرجب تا جمادی الآخری ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء

السواد الاعظم (مرادآباد) شمارہ شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء

" " شمارہ ذیقعدہ ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء

اشرفیہ (مبارکپور) شمارہ دسمبر ۱۹۸۰ء / ۱۴۰۱ھ

صوت الشرق (قاہرہ) شمارہ فروری ۱۹۷۰ء / ۱۳۹۰ھ

کاروانِ دنیا (کراچی) شمارہ نومبر ۱۹۷۰ء / ۱۳۹۰ھ

معارف (اعظم گڑھ) شمارہ ستمبر ۱۹۴۲ء / ۱۳۶۱ھ

" " شمارہ ۱۹۴۰ء / ۱۳۵۹ھ

معارف رضا (کراچی) ۱۹۸۲ء / ۱۴۰۲ھ

نقوش (لاہور) رسول نمبر

روزنامے

پیسہ اخبار (لاہور) ۲ ر نومبر ۱۹۲۱ء / ۱۳۴۰ھ

جنگ (کراچی) یکم فروری ۱۹۸۲ء / ۱۴۰۲ھ

نیویارک ٹائمز (نیویارک) ۱۶ ر ۱۸ ر دسمبر ۱۹۱۱ء / ۱۳۲۹ھ

الرضا

(۱۴۳)
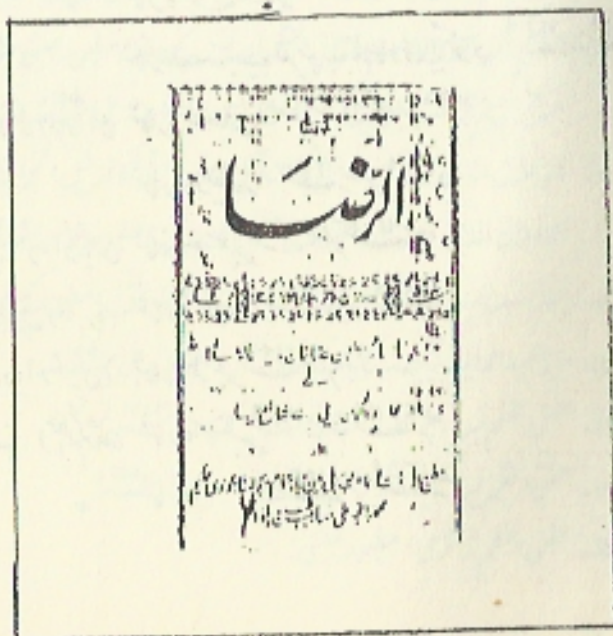
مصنف ایک نظر میں

(۱) نام : محمد مسعود احمد بن مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی دہلوی

(۲) سنہ و مقام ولادت : ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء ، دہلی (ہندوستان)

۳- تعلیم : (ا) درس نظامی، مدرسہ عالیہ عربیہ، دہلی ۱۹۴۵ء

(ب) فاضل فارسی، مشرقی پنجاب یونیورسٹی، شملہ، ۱۹۴۶ء

(ج) ایم اے، سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد سندھ، ۱۹۵۷ء

(د) پی ایچ ڈی، سندھ یونیورسٹی، جام شورو، سندھ ۱۹۷۱ء

(۴) بیعت : سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

(۵) اجازت و خلافت : (ا) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

(ب) سلسلہ عالیہ قادریہ

(۶) تمغات :-

(ا) چانسلر گولڈ میڈل، سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد سندھ ۱۹۵۹ء

(ب) وائس چانسلر سلور میڈل، سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد سندھ ۱۹۵۸ء

(ج) گولڈ میڈل، پاکستان انٹی لیکچوئیل فورم، کراچی ۱۹۹۰ء

(د) گولڈ میڈل، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی ۱۹۹۱ء

(ھ) نشانِ فضیلت، صدر پاکستان، اسلام آباد ۱۹۹۲ء

(۷) ملازمت : (ا) لیکچرر ۱۹۵۸ء / ۱۹۶۹ء

(ب) اسسٹنٹ پروفیسر سنہ ۱۹۶۶ء ـــــ سنہ ۱۹۷۴ء

(ج) پروفیسر / پرنسپل سنہ ۱۹۷۴ء ـــــ سنہ ۱۹۹۲ء

(د) ایڈیشنل سکریٹری، وزارت تعلیم حکومت سندھ، سنہ ۱۹۹۰ء

(۸) ممبر بورڈ آف اسٹڈیز۔ شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی، جام شورو، سندھ

(۹) ڈاکٹر یکٹر شعبہ علوم اسلامیہ، کراچی یونیورسٹی، کراچی

(۱۰) ڈاکٹر یکٹر شعبہ اردو، شاہ عبد اللطیف یونیورسٹی، خیرپور میرس، سندھ

(۱۱) سرپرست:۔ (ا) ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

(ب) بزم ارباب طریقت، کراچی

(۱۲) مطبوعات:۔ (ا) مطبوعہ کتب ورسائل = ۶۰

(ب) مطبوعہ تحقیقی مقالات = ۷۰

(ج) مطبوعہ مضامین = ۲۲۶

(۱۳) تخصص:۔ امام احمد رضا محدث بریلوی

(۱۴) خصوصی مقالات:۔

(ا) مقالۂ خصوصی برائے اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، پنجاب یونیورسٹی، لاہور (پاکستان)

(ب) مقالۂ خصوصی برائے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، پیرس (فرانس)

(ج) مقالۂ خصوصی برائے رائل اکیڈمی آف اسلامک سولیزیشن اینڈ ریسرچ، عمان (اردن)

(د) مقالۂ خصوصی برائے انسائیکلوپیڈیا آف اسلامیکا فاؤنڈیشن، تہران (ایران)

(ھ) مقالہ خصوصی برائے پاکستان نیشنل ہجرہ کونسل اسلام آباد پاکستان۔

(۱۵) سوانحی ماخذ:-

(ا) پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عارف، تذکرۂ مسعود، کراچی ۱۹۷۶ء

(ب) آر۔ بی مظہری، جہانِ مسعود، کراچی ۱۹۸۵ء

(ج) محمد عبدالستار طاہر، منزل بہ منزل، کراچی ۱۹۹۱ء

(د) محمد عبدالستار طاہر وغیرہ، آئینۂ ایام (زیر تدوین)

(ھ) غلام یحییٰ مصباحی، علمائے اہل سنت کی ادبی خدمات، بنارس یونیورسٹی، بنارس ۱۹۹۳ء

(و) مولینا محبوب احمد چشتی، گزشتہ بیس سال میں علماء اہلسنت پاکستان کی قلمی خدمات، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور ۱۹۹۲ء

(ز) علامہ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری، مکاتیب مسعودی (۱۶)

(ح) محمد صدیق ہزاروی، تعارف علمائے اہل سنت، لاہور ۱۹۷۹ء

پتہ:-

۲/۱۷-سی

پی۔ای۔سی۔ایچ۔سوسائٹی

کراچی-۷۵۴۰۰ (سندھ، پاکستان)

فون نمبر ۴۵۵۲۴۶۸

مصنف کی مطبوعات

۱۔	حیدرآباد کی معاشی تاریخ	حیدرآباد، سندھ	۱۹۵۸ء
۲۔	تمدنِ ہند پر اسلامی اثرات	لاہور	۱۹۶۴ء
۳۔	شاہ محمد غوث گوالیاری	میرپور خاص سندھ	۱۹۶۴ء
۴۔	دائمی تقویم	کوئٹہ	۱۹۶۶ء
۵۔	مظہر الاخلاق	کراچی	۱۹۶۸ء
۶۔	تذکرۂ مظہر مسعود	کراچی	۱۹۶۹ء
۷۔	ارکانِ دین	کراچی	۱۹۶۹ء
۸۔	مواعظِ مظہری	کراچی	۱۹۶۹ء
۹۔	مکاتیبِ مظہری (جلد اول)	کراچی	۱۹۶۹ء
۱۰۔	فتاویٰ مظہری	کراچی	۱۹۷۰ء
۱۱۔	فاضل بریلوی اور ترکِ موالات	لاہور	۱۹۷۱ء
۱۲۔	فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں	لاہور	۱۹۷۳ء
۱۳۔	حیاتِ مظہری	کراچی	۱۹۷۴ء
۱۴۔	عاشقِ رسول	لاہور	۱۹۷۶ء
۱۵۔	سیرتِ مجدد الف ثانی	کراچی	۱۹۷۶ء
۱۶۔	مظہر العقائد	سیالکوٹ	۱۹۷۶ء

۱۷- موجِ خیال	کراچی	۱۹۷۷ء
۱۸- حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال	لاہور	۱۹۷۷ء
۱۹- عاشقِ رسول مولانا محمد عبدالقدیر بدایونی	لاہور	۱۹۷۸ء
۲۰- حیاتِ فاضل بریلوی	لاہور	۱۹۷۹ء
۲۱- شاعرِ محبت	گجرات	۱۹۷۸ء
۲۲- محبت کی نشانی	کراچی	۱۹۸۰ء
۲۳- حیاتِ مولانا احمد رضا خاں بریلوی	سیالکوٹ	۱۹۸۱ء
۲۴- گناہِ بے گناہی	لاہور	۱۹۸۱ء
۲۵- حیاتِ امام اہلِ سنت	مبارک پور	۱۹۸۱ء
۲۶- اکرامِ امام احمد رضا	لاہور	۱۹۸۱ء
۲۷- دائرۂ معارفِ امام احمد رضا	کراچی	۱۹۸۲ء
۲۸- ماہ و انجم	سیالکوٹ	۱۹۸۳ء
۲۹- امام احمد رضا اور عالمِ اسلام	کراچی	۱۹۸۳ء
۳۰- نور و نار	مبارک پور	۱۹۸۳ء
۳۱- انتخاب	کراچی	۱۹۸۳ء
۳۲- رہبر و رہنما	کراچی	۱۹۸۶ء
۳۳- آخری پیغام	کراچی	۱۹۸۶ء
۳۴- فتاویٰ مسعودی	کراچی	۱۹۸۷ء
۳۵- جشنِ بہاراں	کراچی	۱۹۸۸ء

۳۶- تنقیداتِ و تعاقبات امام احمد رضا — لاہور — ۱۹۸۸ء

۳۷- جشنِ بہاراں — لاہور — ۱۹۸۸ء

۳۸ جانِ جاناں — کراچی — ۱۹۸۹ء

۳۹- آئینۂ رضویات (جلد اوّل)
(مرتبہ پروفیسر مجید اللہ قادری) — کراچی — ۱۹۸۹ء

۴۰- جانِ ایماں — لاہور — ۱۹۸۹ء

۴۱- غریبوں کے غمخوار — لاہور — ۱۹۹۰ء

۴۲- عشق ہی عشق — لاہور — ۱۹۹۰ء

۴۳- امام احمد رضا اور علوم جدیدہ و قدیمہ — لاہور — ۱۹۹۱ء

۴۴- دعائے خلیل — لاہور — ۱۹۹۱ء

۴۵- امام احمد رضا اور عالمی جامعات — صادق آباد — ۱۹۹۱ء

۴۶- الشیخ احمد رضا خان البریلوی — کراچی — ۱۹۹۱ء

۴۷- قیامت — کراچی — ۱۹۹۰ء

۴۸- رحمۃ للعالمین — لاہور — ۱۹۹۱ء

۴۹- گویا دبستان کھل گیا — لاہور — ۱۹۹۱ء

۵۰- سرتاج الفقہاء — لاہور — ۱۹۹۰ء

۵۱- کل کے معمار (مرتبہ محمد عبدالستار طاہر) — لاہور — ۱۹۹۱ء

۵۲- عیدوں کی عید — کراچی — ۱۹۹۲ء

۵۳- مکاتیب مظہری، جلد دوم — غیر مطبوعہ

۵۴- جس کا انتظار تھا — زیرِ تدوین

۵۵- من کی دنیا — زیرِ تدوین

۵۶- ستم بالائے ستم — زیرِ تدوین

۵۷- ہم کدھر چلے گئے؟ — زیرِ تدوین

۵۸- کراچی سے بریلی تک — زیرِ تدوین

۵۹- گلستانِ مسعود
(مرتبہ احمد حسین قادری وغیرہ) — زیرِ تدوین

۶۰- مولودِ مسعود — زیرِ تدوین

۶۱- آئینۂ رضویات، جلد دوم (مرتبہ محمد عبدالستار طاہر) کراچی ۱۹۹۳ء

تصانیف کے تراجم

(عربی، انگریزی، ہندی، سندھی، گجراتی)

	کتاب	مترجم	زبان	مقام اشاعت	سنہ طباعت و ترجمہ
۱۔	اُجالا	ایم خطاب	انگریزی	انگلستان	سنہ ۱۹۸۵ء
۲۔	اُجالا	محمد عبدالرسول قادری لنگی	سندھی	کراچی	سنہ ۱۹۸۵ء
۳۔	حیات امام اہل سنت	〃		غیر مطبوعہ	سنہ ۱۹۸۷ء
۴۔	اُجالا	پروفیسر ایم اے قادر	انگریزی	کراچی	سنہ ۱۹۸۶ء
۵۔	گناہ بے گناہی	مولانا محمد مومن رضوی	سندھی	غیر مطبوعہ	سنہ ۱۹۸۸ء
۶۔	رہبر و رہنما	نگار عرفانی	انگریزی	کراچی	سنہ ۱۹۸۹ء
۷۔	جشن بہاراں	پروفیسر عبدالرزاق	سندھی	غیر مطبوعہ	سنہ ۱۹۸۹ء
۸۔	گناہ بے گناہی	پروفیسر ایم اے قادر	انگریزی	کراچی، ڈربن	سنہ ۱۹۹۱ء
۹۔	رہبر و رہنما	نگار عرفانی	انگریزی	ڈربن (جنوبی افریقہ)	سنہ ۱۹۹۲ء
۱۰۔	گناہ بے گناہی	نثار حسین ایڈوکیٹ	ہندی	غیر مطبوعہ	سنہ ۱۹۹۲ء
۱۱۔	حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی	مولانا محمد عارف اللہ مصباحی	عربی	کراچی	سنہ ۱۹۹۳ء
۱۲۔	رہبر و رہنما	پروفیسر ایم اے قادر	انگریزی	ڈربن (جنوبی افریقہ)	سنہ ۱۹۹۳ء
۱۳۔	احمد رضا خاں بریلوی	علامہ مفتی محمد نصر اللہ	عربی	غیر مطبوعہ	سنہ ۱۹۹۳ء

افغانی

	کتاب	مترجم	زبان	مقام اشاعت	سنہ طباعت و ترجمہ
۱۴۔	غریبوں کے غمخوار	جاوید اقبال نورانی	ہندی	غیر مطبوعہ	سنہ ۱۹۹۳ء

	کتاب	مترجم	زبان	مقامِ اشاعت	سنہ طباعت ترجمہ
۱۵-	گویا دبستان کھل گیا	پروفیسر زین الدین صدیقی	انگریزی	ڈربن (جنوبی افریقہ)	۱۹۹۳ء
۱۶-	حیاتِ مولانا احمد رضا خاں بریلوی	پروفیسر رحمت اللہ	انگریزی	انباڈی تامل ناڈو	۱۹۹۳ء
۱۷-	محبت کی نشانی	مولانا افتخار احمد قادری	عربی	ریاض	۱۹۹۳ء
۱۸-	جانِ جاناں	سراج حسین رضوی	ہندی	بریلی	غیر مطبوعہ
۱۹-	نور و نار	" "	"	"	"
۲۰-	گناہِ بے گناہی	" "	"	"	"
۲۱-	اجالا	———	گجراتی		
۲۲-	اجالا	———	ہندی		"
۲۳-	رہبر و رہنما	الحاج خالد علی خاں	"		"
۲۴-	اجالا	———	فرانسیسی	ماریشس	"

فتقبلها ربها بقبول حسن